

# الحمد والكاف في حكم الضعاف

ALHAZRAT NETWORK

اعلحضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

عماد احمد



تصنیف لطیف:

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا

ضعیف حدیثوں کے حکم میں کافی ہدایت

ALHAZRAT NETWORK

اعلحضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

# ۱۳ الہاد الکاف فی حکم الضعاف

ضعیف حدیثوں کے حکم میں کافی ہدایت

ابن ہاتوی کا ثبوت حدیث سے

پایا جائے وہ سب ایک پلہ کی نہیں ہوتیں بعض تو اس اعلیٰ درجہ قوت پر ہوتی ہیں کہ جب تک حدیث مشہور و مستواتر نہ ہو اس کا ثبوت نہیں دے سکتے احاد اگرچہ کیسے ہی قوت مسند و نہایت صحت پر ہوں ان کے معاملہ میں کام نہیں دیتیں۔  
(عقائد میں حدیث احاد اگرچہ صحیح ہو کافی نہیں) یہ اصول عقائد اسلامیہ ہیں جن میں خاص یقین و رکاز، عمدتہ تفہیم و تفسیر اللہ تعالیٰ نے شرح عقائد نسفی میں فرماتے ہیں =

مقبول واحد علی تقدیر احتمالہ علی جمیع  
المشراط المذکورۃ فی اصول الفقہ لایضیہ  
الا بالنظر ولا عیۃ بالنظر فی باب الاعتقاد والاعتقاد  
حدیث احاد اگرچہ تمام شرائط صحت کی جامع ہو  
ظن ہی کا فائدہ دیتی ہے اور معاملہ اعتقاد میں ظنیات  
کا کچھ اعتبار نہیں۔

مولانا علی قاری رحمہ اللہ فی شرح الروض الازہر میں فرماتے ہیں، الاحاد لا تقید الا اعتماداً فی الاعتقاد (احادیث احاد دوبارہ اعتقاد ناقابل اعتماد)۔

(دوبارہ احکام ضعیف کافی نہیں، دوسرا درجہ احکام کا ہے کہ اُن کے لیے اگر ہر اتنی قوت و کار کا نہیں پھر بھی حدیث کا صحیح لذات خواہ لغیرہ یا حسن لذات یا کم سے کم لغیرہ ہونا چاہیئے، جو در علماء یہاں ضعیف حدیث نہیں سنتے۔

﴿فصل فی مناقب میں باتفاق علماء حدیث ضعیف مقبول و کافی ہے﴾ تیسرا مرتبہ فضائل و مناقب کا ہے یہاں باتفاق علماء ضعیف حدیث بھی کافی ہے، مثلاً کسی حدیث میں ایک عمل کی ترغیب آئی کہ جو ایسا کرے گا اُسنا ثواب پائے گا یا کسی نبی یا صحابی کی خوبی بیان ہوئی کہ اُنہیں اللہ عز و جل نے یہ مرتبہ بخشا، بفضل عطا کیا، تو ان کے مان لینے کو ضعیف حدیث بھی بہت ہے، ایسی جگہ صحت حدیث میں کلام کر کے اسے پایہ قبول سے ساقط کرنا فرق درجہ نہ جاننے سے ناشی، جیسے بعض جاہل بول اُٹھتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت میں کوئی حدیث صحیح نہیں، یہ اُن کی نادانی سے علماء محدثین اپنی اصطلاح پر کلام فرماتے ہیں، یہ بے سمجھے خدا جانے کہاں سے کہاں لے جاتے ہیں، عزیز و ملوک صحت نہیں پھر حسن کیا کم ہے، حسن بھی نہ سہی یہاں ضعیف بھی مستحکم ہے، رسالہ قاری و مرقاۃ و شرح ابن حجر کی تصحیقات و لاٰئی امام سیوطی و قول مستد امام شافعی کی پانچ عبارتیں افادۃ دوم و سوم و چہارم و ہفتم میں گزریں، عبارت تعقیبات میں تصریح کی کہ نہ صرف ضعیف شخص بلکہ کبھی فضائل اعمال میں مقبول ہے، با اُن کے اُس میں ضعف راوی کے ساتھ اپنے سے ادنیٰ کی مخالفت بھی ہوتی ہے کہ تنہا ضعف سے کیسے بدتر ہے، امام اجل شیخ العلماء والعرفاء سیّدی ابوطالب محمد بن علی بن قدس اللہ سرہ الملکی کتاب جلیل القدر عظیم الفخر قوت القلوب فی معاملہ المحبوب

علیہ السلام و لا عبرۃ بمن شذ ۱۲ من (یعنی کسی شاذ شخص کا اعتبار نہیں رہتا)

علیہ الاجماع الذکور فی الضعیف المطلق کما نحن فیہ ۱۳

علیہ مستدامیر مغیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحقیق و تتبع فقیر کے رسالہ البشری العاجلۃ من تحف اجلۃ و رسالہ الاحادیث الراویۃ لحدود الامیر معویۃ، و رسالہ مرثیۃ الاعزاز و الاکرام لا اول ملوک الاسلام و رسالہ ذب الہوا و الواہیۃ فی باب الامیر معویۃ و غیر ما میں ہے و فقہ اللہ تعالیٰ بمنہ و کرمہ لتوصیفہا و تبیینہا و نفعہا و لبساتہا توصیفہا یعنی اصۃ الاسلام بغیرہا و نفعہا امین باعظم القدرۃ و اسم الرحمة امین صلی اللہ تعالیٰ و بارک علیہ وسلم سیدنا محمد و آلہ وصحبہ و سلم و اللہ اعلم فیما عندہ (۴)

علیہ فی فصل الحادى والثلاثین ۱۴

شرح فی الروض الازہر فقہ کبر الانبیاء منزہون عن الکبار و الصفاۃ مصطفیٰ البابی مصر ص ۵۷

میں فرماتے ہیں :

الاحادیث فی فضائل الاعمال وتفضیل الک اصحاب  
متقبلة محتسلة علی کل حال متطایعہا و مراسیلہا  
لا تعارض ولا تردد ، کذلک کان السلف  
یفعلون<sup>۱</sup>۔

امام ابو ذریہ نووی الرعین پھر امام ابن جریر کی شرح مشکوٰۃ پھر مولانا علی قاری مرقاة و حرر شمس حسن

میں فرماتے ہیں :

قد اتفق الحفاظ ولفظ الامم بعین قد اتفق العلماء  
علی جوانرا العمل بالحدیث الضعیف فی فضائل  
الاعمال ولفظ الحدیث الجواز العمل بہ فی فضائل  
الاعمال بالاتفاق<sup>۲</sup>۔

فتح البین بشرح الاربعین میں ہے :

لانہ ان کان صحیحاً فی نفس الامر فقد اعطی  
حقہ من العمل بہ ، والا لمر یترب علی العمل  
بہ مفسدۃ تحلیلک ولا تحریم ولا ضیاع حق  
الغیر و فی حدیث ضعیف من بلغہ عنی ثواب عمل  
فعلہ حصل لہ اجرہ وان لم اکن قلتہ او کما

یعنی حدیث ضعیفہ پر فضائل اعمال میں عمل اس لیے ٹھیک  
ہے کہ اگر واقعہ میں صحیح ہو تو جب اس کا حق تھا کہ اس  
پر عمل کیا جائے حق ادا ہوگا اور اگر صحیح نہ بھی ہو تو اس پر  
عمل کرنے میں کسی تکلیف یا تحریم یا کسی کی حق تلفی کا منہ نہ تو  
نہیں اور ایک حدیث ضعیفہ میں آیا کہ حضور اقدس

علہ تحت حدیث من حفظ علی امتی اربعین حدیثاً قال النوی طریقہ کلہا ضعیفہ ۱۲ (مز ۲)

علہ فی شرح الخطبۃ تحت قول المصنف رحمہ اللہ تعالیٰ اقی امر جوان یکون جیمہ صافیہ صحیحاً ۱۲ (مز ۲)

علہ فی شرح الخطبۃ ۱۲ (مز ۲)

۱۷۸/	مطبوعہ دار صادر مصر	فصل الحادی والعشرون	سہ قوت القلوب فی ممالہ المحبوب
ص ۴	” مصطفیٰ البانی مصر	خطبۃ الکتاب	سہ شرح الربعین للنووی
ص ۲۲	نو کشتور کھنٹو	شرح خطبۃ کتاب	سہ حرر شمس حسن حصین

قال واشار المصنف رحمه الله تعالى بحكاية  
الاجماع على ما ذكره الى الروعي من شائع  
فيه <sup>له</sup> الخ  
کے کوئی نہیں یا جس طرح حضور پرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمائے، امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس پر نقل اجماع  
علماء اے اشارہ فرمایا جو اس میں نزاع کرے اُس کا قول مردود ہے <sup>الخ</sup>  
مقتضیٰ سند میں ہے،

قد قال ابن عبد البر انهم يتساهلون في  
الحديث اذا كان من فضائل الاعمال <sup>له</sup>  
امام متقی علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں،  
الضعيف غير الموضوع يعمل به في فضائل  
الاعمال <sup>له</sup>  
یعنی فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل کیا جائے گا  
بس آنا چاہئے کہ موضوع نہ ہو۔

مقدم امام ابو عمرو ابن الصلاح <sup>رحمہ اللہ</sup> و مقدم جرجانیہ و شرح الالغیۃ للصفی و تقریب الشوازی اور اس کی شرح  
تدریب الراوی میں ہے،

واللفظ لهما يجوز عند اهل الحديث وغيرهم  
التساهل في الاما نيد الضعيفة ورواية ما سوي  
الموضوع من الضعيف والعمل به من غير بيان  
ضعفه في فضائل الاعمال وغيرهما مما لا تعلق له  
بالعقائد والاحكام ومن نقل عند ذلك ابن جنبل  
وابن مهيدي وابن المبارك قالوا اذرونا

عنه ذكبه في مسألة تعديه الاصح ۱۲ من (م) صاحب ورع و تقویٰ کی تقدیم میں اس کا بیان ہے ۱۲ من (د)

فتح المبين شرح الاربعين  
له المتاصل للحنه زير صيرت من بلفظه عن الله الخ  
فتح القدیر باب الامامة  
ص ۵۰۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت  
۳۰۳/۱ " نور بدعویہ سکھر

فی الحلال والحرام شد دنا و اذ اس وینا فی الفضائل  
و نحوها تساهلنا اھل الخصاص۔  
ہم حلال و حرام میں حدیث روایت کریں سختی کرتے ہیں اور  
جب فضائل میں روایت کریں تو نرمی اور خفا۔

امام زین الدین عراقی نے الفیۃ الحدیث میں جہاں اس مسئلہ کی نسبت فرمایا عن ابن مہدی وغیرہ واحد  
(یعنی امام ابن مہدی وغیرہ ائمہ سے ایسا ہی منقول ہے) ، وہاں شارح نے فتح الغیث میں امام احمد و امام ابن مہدی  
و امام ابن المبارک و امام سفین ثوری و امام ابن عیینہ و امام ابو ذریہ وغیرہ کو حکم دیا کہ ابن عبد البر کے اسما و اقوال  
نقل کیے اور فرمایا کہ ابن عدی نے کامل اور شیطانی نے کفایہ میں اس کے لیے ایک مستقل باب وضع کیا۔ غرض مسئلہ  
مشہور ہے اور نص میں نا محصور اور بعض دیگر عبارات جلیلہ افادات آئندہ میں مسطور ان شاء اللہ العزیز المغفور۔  
تذریعاً کبرائے و بابہ بھی اس مسئلہ میں اہل حق سے موافق ہیں، مولوی خرم علی رسالہ دعا میں لکھتے ہیں،  
ضعاف و فضائل اعمال و فیما بین فیہ باتفاق علامہ معمول  
فیما استأثر بہ  
مطابقت میں راوی حدیث صلاۃ او امین کا منکر الحدیث ہونا امام بخاری سے نقل کر کے لکھا: اس حدیث کو  
اگرچہ ترمذی وغیرہ نے ضعیف کہا ہے لیکن فضائل میں عمل کرتا حدیث ضعیف پر جائز ہے؟

اسی میں حدیث فضائل شیبہ راوی کی ضعیف امام بخاری سے نقل کر کے کہا: یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے  
لیکن عمل کرتا حدیث ضعیف پر فضائل اعمال میں باتفاق جائز ہے۔

افادۃ مفہوم فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے حدیث ضعیف شریعت  
استجاب کے لیے بس ہے۔ امام شیخ الاسلام ابو ذریہ نے لکھا: اللہ تعالیٰ بے برکت کتاب الازکار الثمینیہ کا نام لکھ کر  
علیہ نقل ہذا العبارات الثلثہ محقق اعصابنا  
و شریئۃ امصابنا تاج الفحول حب الرسول مولانا  
المولوی عبد القادر ایدہ الحق ادام اللہ تعالیٰ فیضہ  
فی کتابہ سیف الاسلام السلول علی المنابع لعل المولد  
والقیام ۱۲ منہ (د)

علیہ اول کتاب ثلاث فصول المقدمة ۱۲ منہ (د)  
یہ کتاب کے شروع میں مقدمہ کی تیسری فصل میں ہے ۱۲ منہ (د)

۱/ ۲۹۸ مطبوعہ دارالکتب الاسلامیہ لاہور  
۱/ ۲۶۶ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی  
۱/ ۸۳۳ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

قال العلماء من المحدثین والفقهاء وغيرهم  
یجوز ویستحب العمل فی الفضائل والذوئب  
والترہیب بالحدیث الضعیف ما لم یکن  
موضوعاً۔  
محمد بن و فقہاء و غیر ہم علما نے فرمایا کہ فضائل اور نیک  
بات کی ترغیب اور بُری بات سے خوف دلانے میں  
حدیث ضعیف پر عمل جائز و مستحب ہے جبکہ موضوع  
نہ ہو۔

بعینہا ہی الفاظ امام ابن الباہم نے العقد النضید فی تحقیق کلمات التوحید پھر عارف باللہ سیدی عبد الغنی  
نابلسی نے حدیث نمبر ۳۳۳ شرح طالعہ محمدیہ میں نقل فرماتے امام فقیر النفس محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں ،  
الاستحباب یثبت بالضعیف غیر الموضوع (حدیث ضعیف سے کہ موضوع نہ ہو فعل کا مستحب ہونا ثابت  
ہو جاتا ہے) علامہ ابراہیم علی غنیہ المستطی فی شرح نذیر المصلیٰ میں فرماتے ہیں ،

دستحب ان یسبح یدہ بیدہ بمندیل بعد الغسل  
لما روت عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت کان  
للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خرقۃ  
یتنشف بها بعد الوضوء رواہ (الترمذی)  
و هو ضعیف و لکن یجوز العمل بالضعیف فی  
الفضائل۔  
دستحب ان ہر دو ہاتھ سے بدن کو پونچھنا مستحب جمیعاً کہ ترمذی نے  
ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ  
حضرت زور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضو کے بعد  
روایات سے (الاعطاء و عمارک صاف فرماتے۔ ترمذی نے  
روایت کیا یہ حدیث ضعیف ہے مگر فضائل میں  
ضعیف پر عمل روا۔

مولانا علی قاری موضوعات کبیرہ میں حدیث مسیح گردن کا ضعف بیان کر کے فرماتے ہیں ،  
الضعیف یعمل بہ فی الفضائل الاعمال اتفاقاً  
الضعیف یعمل بہ فی الفضائل الاعمال اتفاقاً

علہ او اخر الفصل الثانی من باب الاول ۱۲ منہ (م)  
علہ قبیل فصل فی حمل الجنان ۱۲ منہ (م)  
علہ فی سنن الغسل ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م)  
باب اول کی فصل ثانی کے آخر میں اس کو ذکر کیا ہے ۱۲ منہ (م)  
فصل فی حمل الجنان سے متعلق اس کو بیان کیا ہے ۱۲ منہ (م)  
سنن غسل میں اس کو ذکر کیا ہے ۱۲ منہ (م)

کتاب ازہک انتخب من کلام سید الارباب رضی اللہ عنہ وسلم  
فتح القدیر فصل فی الصلاة علی المیت مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۹۵/۲  
غنیۃ المستملیٰ شرح منیۃ المصلیٰ سنن الغسل سہیل اکبریدی لاہور ص ۵۲

ولذ اقال انتہائاً من مسح الرقبة مستحب او  
سنة۔  
کیا جاتا ہے اسی لیے ہمارے اکثر کرام نے فرمایا کہ وضو میں  
گردن کا مسح مستحب یا سنت ہے۔

امام حلی سیوطی تلخیص الشریعہ بالظہار ما کان فضیلاً میں فرماتے ہیں ،  
استحبہ ابن الصلاح و تبعہ النووی نظر الف  
ان الحدیث الضعیف یتسامح بہ فی فضائل  
الاعمال۔  
تلقین کو امام ابن الصلاح پھر امام نووی نے اس فقرے  
مستحب مانا کہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف کے  
ساتھ نرمی کی جاتی ہے۔

علامہ محقق جلال ودائی رحمہ اللہ تعالیٰ انمؤذع العلم میں فرماتے ہیں ،  
الذی یصلح للتعلیل علیہ ان یقال اذا وجد  
حدیث فی فضیلة عمل من الاعمال لا یحتمل  
الحرمۃ واکراهیۃ یجوز العمل بہ ولیستحب  
لانہ ما مومن الخطر و مرجو النفع۔  
اعتماد کے قابل یہ بات ہے کہ جب کسی عمل کی فضیلت  
میں کوئی حدیث باقی جائے اور وہ حرمت و کراہت  
کے قابل نہ ہو تو اس حدیث پر عمل جائز و مستحب ہے  
کہ اندیشہ سے امان ہے اور نفع کی امید۔

اندیشہ سے امان یوں کہ حرمت و کراہت کا عمل نہیں اور نفع کی امید یوں کہ فضیلت میں حدیث مروی اگرچہ ضعیف  
ہی تھی۔

اقول وباللہ التوفیق بلکہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل کے معنی یہی ہیں کہ استحباب مانا جائے

علہ نقلہ بعض العصریین و هو فیما نری ثقہ فی انتہال ۱۶ من (م)  
علہ نقلہ العلامة شہاب الخفاجی فی نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض فی شرح الدیباۃ  
حدیث روی المصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ بسندہ الی ابی داود حدیث من سئل عن علم فکلمۃ الحدیث و  
للمحقق ہینا کلام طویل نقلہ الشارح ملخصاً وناثر عہ بہا ہو منائر فیہ و الوجہ مع المحقق فی  
عامۃ ما ذکرہ والاولا خشیۃ الاطالۃ لا یتنبأ بجلدہما مع مالہ و علیہ و لکن سنشیر ان شاء اللہ تعالیٰ  
الی احرف لیسیر یتظہر بہا الصواب بعون الملک الوہاب ۱۲ من رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م)

۱۔ مرضعات کبیر حدیث مس الرقبۃ  
۲۔ الحاوی للفتاویٰ خفیا  
۳۔ نسیم الریاض شرح شفاء و بیاہر  
۴۔ مطبوعہ مجتبائی دہلی  
۵۔ دار الفکر بیروت  
۶۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان  
۷۔ ص ۶۳  
۸۔ ۱۹۱/۲  
۹۔ ۱/۳۲



ورنہ نفس جواز تراصالت اباحت و انعدام ہی شرعی سے آپ ہی ثابت، اُس میں حدیث ضعیف کا کیا دخل ہوا، تو  
 لاجرم ورود حدیث کے سبب جانبِ فعل کو ترجیح مانے کی حدیث کی طرف اسنادِ متحقق اور اُس پر عمل ہونا صادق ہو اور یہی معنی  
 استحباب ہے، آخر نہ دیکھا کہ علامہ علی و علامہ قاری نے اسے عمل و جوازِ عمل کو دلیل و ثبوت استحباب قرار دیا اور امام  
 محمدؒ کے مگر ابنِ امیر الحاج نے مقامِ اباحت میں اُس سے تمسک کو دہرے ترقی و اولیت میں رکھا کہ جب اُس پر عمل ہونا ہے  
 تو ثبوتِ اباحت تو بدرجہ اولیٰ اس سے کھل گیا کہ اُس پر عمل کے معنی نفسِ اباحت سے ایک زائد و بالاتر چیز ہے اور وہ  
 نہیں مگر استحباب و ہذا ظاہر لیس دونہ حجاب (اور یہ ظاہر ہے اس میں کوئی خفا نہیں۔ ت) حلیہ  
 شرح ندیہ میں فرماتے ہیں،

الجمهور علی العمل بالحدیث الضعیف الذی  
 لیس بموضوع فی فضائل الاعمال فهو فی ابقاء  
 الاباحۃ السی لم یتیم دلیل علی انتفاہا  
 کما فیما نحن فیہ اجدہ  
 امام ابو طالبؒ کی قوتِ القلوب میں فرماتے ہیں،

الحدیث اذا لم ینافہ کتاب و سنة وان لم  
 یشہد الہ ان لم یمخرج تاویلہ عن اجماع  
 الامة، فانه یوجب القبول والعمل لقوله  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیف وقد  
 قیل  
 حدیث بیکر قرآن عظیم یا کسی حدیث ثابت کے منافی نہ ہو  
 اگرچہ کتاب و سنت میں اس کی کوئی شہادت بھی نہ نکلا،  
 تو بشرطیکہ اُس کے معنی مخالفتِ اجماع نہ پڑتے ہوں اپنے  
 قبول اور اپنے اوپر عمل کو واجب کرتی ہے کہ حضورؐ فرمایا  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایا کہ جو کچھ مانے گا  
 حالانکہ کہا تو گیا۔

یعنی جب ایک راوی جس کا کذبِ لفظی نہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک بات کی خبر دیتا ہے اور اُس

عَلَم سنن الفسل مسئلۃ المتبدیل ۱۲ منہ (م)  
 عَلَم فی الفصل الحادی والثلاثین ۱۲ منہ (م)  
 سنن شمس میں رومال کے مسئلہ میں اس کو ذکر کیا ہے (د)  
 اکتیسویں فصل میں اس کو بیان کیا ہے ۱۲ منہ (د)

لہ حلیہ المحلی شرح نذیر المصلی

عَلَم قوت القلوب الفصل الحادی والثلاثون باب تفصیل الاخبار مطبوعہ المطبعۃ المبینۃ مصر ۱/۱۷۷

اور میں کتاب وسنت واجماع اُمت کی کچھ مخالفت نہیں تو نہ ماننے کی وجہ کیا ہے۔

**اقول** اما قوله قدس سرہ "یوجب"

فكانه يريد التاكيد كما تقول لبعض اصحابك  
حقه واجب على فقال في الدر المختار ولافت  
المسلمين توارثوه فوجب اتباعهم اوان ملحقه  
الى ما عليه السادات المجاهدون من الائمة  
والصوفية قدسنا الله تعالى باسراهم الصفية  
من شدة تعاهد هم للستجات كانها  
من الواجبات وتوقيهم عن المكروهات بل و  
كثير من الباحات كانهم من المحرمات اوان  
هذا هو المذهب عنده فانه قدس سرهما  
فيما نرى من المجتهدين وحق له ان يكون  
منهم كما هو شان جميع الواصفين الى غير  
الشرعية الكبرى وان انتسوا اظاھر الى احد  
من ائمة الفتوى كما بينه العارف بالله  
سيد عبد الوهاب شعرائ في الميزان والله  
تعالى اعلم بمسار اهل العرفان۔

**اقول** امام ابو طالب مکی قدس سرہ کے قول  
"یوجب القبول" سے تاکید مراد ہے جیسا کہ تو اپنے  
قرض خواہ سے کہے کہ تیرا حق مجھ پر واجب ہے۔ درختار  
میں ہے کہ یہ مسلمانوں کا تعامل ہے پس ان کی اتباع  
واجب ہے (وجوب بمعنی ثبوت ہے) یا اس میں اس  
مسلم کی طرف اشارہ ہے جو مجاہدہ کرنے والے سادات  
ائمہ وصوفیہ (اللہ تعالیٰ ان کے پاکیزہ اسرار کو ہمارے  
لیے مبارک کرے) کا ہے کہ وہ مستحیات کی بھی اس طرح  
پابندی کرتے ہیں جیسا کہ واجبات کی اور مکروہات سے  
بلکہ بہت سے مباحات سے اس طرح بچتے ہیں کہ گویا  
وہ محرمات ہیں باریان (ابو طالب مکی) کا مذہب ہے  
کیونکہ ہم آپ قدس سرہ کو مجتہدین میں شمار کرتے ہیں  
ان میں ہونا آپ کا حق ہے جیسا کہ ان تمام بزرگوں کا  
مقام اور شان ہے جو شریعت عظیمہ کی حقیقت کو  
پانے والے ہیں اگرچہ وہ ظاہر اپنا انتساب کسی امام  
فقہی کی طرف کرتے ہیں۔ اس مسئلہ میں عارف باللہ  
سیدی عبد الوہاب شعرائ نے میزان میں تفصیلی گفتگو کی ہے اور اللہ تعالیٰ اہل معرفت کی مراد کو زیادہ بہتر

بہتر مانتا ہے۔ (ت)

علہ آخرباب المعیدین ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (د)

باب المعیدین کے آخر میں اس کا ذکر ہے (ت)

علہ فی فصل فان قال قائل فيجب عندكم على المقلد ان قال قائل كيف الوصول الى الاطلاع

على عين الشريعة المطهرة الخ وفي غيرهما ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (د)

۱۱۴/۱

مطبوعہ محبت سبائی دہلی

باب المعیدین

لے درختار

۲۲/۱

مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر

فصل ان قال قائل كيف الوصول الى

سہ المیزان انگریزی



فرماتے ہیں :

ما جاءكم عنى من خير قلته اوله اقله فافى اقولہ  
وما جاءكم عنى من شرفا فافى اقول الشرفہ  
تھیں جس بھلائی کی مجھ سے خبر پہنچے خواہ وہ میں نے فرمائی  
ہو یا نہ فرمائی ہو میں اسے فرماتا ہوں اور جس بُری بات  
کی خبر پہنچے تو میں بُری بات نہیں فرماتا۔

ابن ماجہ کے لفظ یہ ہیں :

ما قيل من قول حسن فانا قلته۔  
جو نیک بات میری طرف سے پہنچائی جائے وہ میں نے  
فرمائی ہے۔

عقیلی کی روایت یوں ہے :

خذا به حدثت به او لم احدث به۔  
اُس پر عمل کرو چاہے وہ میں نے من فرمائی ہو  
یا نہیں۔

وفي الباب عن ثوبان مولى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وعن ابن عباس رضی اللہ  
تعالى عنهم (اس بارے میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان اور حضرت  
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی روایت ہے۔ ر۔ ت)  
خلفی اپنے خواف میں حمزہ بن عبدالمجید رحمہ اللہ تعالیٰ سے راوی :

سأيت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم  
في التوم في الحجر فقلت يا باني انت واقم  
يا رسول الله انه قد بلغنا عنك انك قلت من  
سمع حديثا فيه ثواب فعمل بذلك الحديث  
سجاء ذلك الثواب اعطاه الله ذلك الثواب  
وان كانت الحديث باطلا فقال  
اى ورب هذه البلدة انه لمعنى و  
میں نے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو  
خواب میں حطیم کعبہ میں حاضر دیکھا عرض کی یا رسول اللہ  
میرے ماں باپ حضور پر قربان ہیں حضور سے حدیث  
پہنچی ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا ہے جو شخص کوئی  
حدیث ایسی سنے جس میں کسی ثواب کا ذکر ہو وہ اُس  
حدیث پر بامید ثواب عمل کرے اللہ عزوجل اسے  
وہ ثواب عطا فرمائے گا اگرچہ حدیث باطل ہو۔ حضور اقدس

۱/۳۶۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت  
۱۰۰ ص ۴۱۰ مطبوعہ مجتہبائی لاہور  
۱۰/۲۶۹ مطبوعہ مکتبۃ الرسالہ بیروت

انا قلتہ لیہ  
کی بے شک یہ حدیث مجھ سے ہے اور میں نے منہ مانتی ہے، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں قسم اس شہر کے رب

ابو یعلیٰ اور بلال بن العجم اوسط میں سیدنا ابی حمزہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں؛

من بلغہ عن اللہ تعالیٰ فضیلۃ فلم یرصدق  
بہا الحدیث لہا۔  
جسے اللہ تعالیٰ سے کسی فضیلت کی خبر پہنچے وہ اسے نہ ملنے  
اُس فضل سے محروم رہے۔

ابو مسرور ابن عبدالبر نے حدیث مذکور روایت کر کے فرمایا،

اہل الحدیث بجما عتہم یتساہلون فی الفضائل  
فیروونہا عن کل و انما یتشددون فی احادیث  
تمام علمائے محدثین احادیث فضائل میں نرمی فرماتے  
ہیں انھیں ہر شخص سے روایت کر لیتے ہیں، ہاں  
احادیث احکام میں سختی کرتے ہیں۔

ان احادیث سے صفات ظاہر ہو کر جسے اس قسم کی خبر پہنچی کہ جو ایسا کرے گا یہ فائدہ پائے گا اُسے عطا ہے  
نیک نیتی سے اس پر عمل کرے اور تحقیق صحت حدیث و نفاذ وقت سند کے پیچھے نہ پڑے وہ ان شاء اللہ اپنے حسن نیت اس نیت  
کو پہنچے جی جابجا قول یعنی جہت کہ اُس حدیث کا بطلان ظاہر نہ ہو کہ بعد موت بطلان رجاء و امید کے کوئی معنی نہیں۔

فقول الحدیث وان لم یکن ما بلغہ حقا و تحوہ  
انما یعنی بہ فی نفس الاصول بعد العلم بہ و  
تحوہ یعنی اس کی مثال دوسرے الفاظ "اُس سے مراد  
ہذا و اوضح جدا فتشبت و لا تنزل۔ نفس الامر ہے نہ کہ بعد از حصول علم۔ اور یہ بہت ہی واضح ہے اسے یاد رکھو،

اور جو اس عطا سے فضل کی نہایت ظاہر حضرت حق عزوجل اپنے بندہ کے ساتھ اُس کے گمان پر معاملہ فرماتا ہے،  
حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے رب عزوجل و ملا سے روایت فرماتے ہیں کہ کوئی اسماء نہ تو تعالیٰ فرماتا ہے کہ  
انا عند ظن عبدی بنی (میں اپنے بندہ کے ساتھ ہوں جو بندہ مجھ سے گمان رکھتا ہے) رواہ البخاری و مسلم  
و الترمذی و النسائی و ابن ماجہ عن ابی ہریرۃ و الحاکم بمعناہ عن انس بن مالک (اسے بخاری، مسلم، ترمذی،

ابو یعلیٰ و بلال بن العجم

مطبوعہ دار القیام لثقافت الاسلام میرپور سعودی عرب ۳۸۷/۳

۳۴۳۰ حدیث ۳۴۳۰

کتاب العلم لابن عبدالبر

۳۵۴/۲

مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

کتاب التوبہ



استادہ علی الشرح المذکور کلا اندکذب فی نفس الامر لجواز صدق الکاذب <sup>لہ</sup> اہل مخلصاً۔  
استاد شرط نہ کر پر نہیں نہ کہ واقع میں جھوٹ ہے ممکن ہے کہ جھوٹے نے سچ بولا ہو اور مخلصاً

(الصحيح والضعيف صحت بنظر ظاہر ہیں واقع میں ممکن کو ضعیف صحیح ہو یا بالعکس) محقق حیث اطلاق فتح میں فرماتے ہیں،

ان وصفت الحسن والصحيح والضعيف انما هو باعتبار السند فلما افي الواقع فيجوز غلط الصحيح وصحة الضعيف۔  
حدیث کو حسن یا صحیح یا ضعیف کہنا صرف سند کے لحاظ سے ظنی طور پر ہے واقع میں جائز ہے کہ صحیح غلط اور ضعیف صحیح ہو۔  
اسی میں ہے :

ليس معنى الضعيف الباطل في نفس الامر بل ماله ثبت بالشروط المعتمدة عند اهل الحديث مع تحيزه لكونه صحيحاً في نفس الامر فيجوز ان يقترون قريته تحقق ذلك، وان الراوي الضعيف اجاد في هذا الممن المعين فيحكم به۔  
ضعیف کے یہ معنی نہیں کہ وہ واقع میں باطل ہے بلکہ یہ کہ جو شرطیں اہل حدیث نے اعتبار میں آن پر نہ آئی اس کے ساتھ جائز ہے کہ واقع میں صحیح ہو۔ تو ممکن کہ کوئی ایسا قریب نہ ہو ثابت کر دے کہ وہ صحیح ہے اور راوی ضعیف نے یہ حدیث خاص اچھے طور پر ادا کی ہے اُس وقت با وصف ضعف راوی اس کی صحت کا حکم کر دیا جائے گا۔

موضوعاتِ کبریٰ میں ہے :

المحققون على ان الصحة والحسن والضعف انما هي من حيث الظاهر فقط مع احتمال  
محققین فرماتے ہیں صحت و حسن و ضعف سب بنظر ظاہر ہیں واقع میں ممکن ہے کہ صحیح موضوع ہو اور

عنه مسألة النفل قبل المغرب ۱۲ منہ (م)

عنه مسألة السجود على كور العمامة ۱۲ من رضى الله تعالى عنہ (م)

لہ تدریب الراوی شرح تقریب الزاوی النوز الاول الصبیح مطبوعہ دارالکتب الاسلامیہ لاہور ۱/ ۵۹، ۶۳  
فتح القدیر باب الزنازل مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۸۹  
لہ " باب صفۃ الصلاۃ " " " ۱/ ۲۶۶

کون الصحیحہ موضوعاً و عکسہ کذا افسادہ اور موضوع صحیح، جیسا کہ شیخ ابن حجر مکی نے افسادہ  
الشیخ ابن حجر المکی۔ فرمایا ہے۔

**اقول** (احادیث اولیائے کرام کے متعلق نفیس فائدہ) یہی وجہ ہے کہ بہت احادیث جنہیں محدثین کرام  
اپنے طور پر ضعیف و نامعتبر ٹھہرائے علمائے قلب عرفائے رب انہما عرفین عبادات مکاشفین قدسنا اللہ تعالیٰ  
باسرارہم الجلیلہ و نور قلوبنا بانوارہم الجلیلہ انہیں مقبول و مستحب بناتے اور بصیغہ جرم و قطع حضور پر نور صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت فرماتے اور ان کے علاوہ بہت وہ احادیث تازہ لاتے جنہیں علما اپنے زبردقائقین  
کہیں نہ پاتے، ان کے علوم الہیہ بہت ظاہر ہنویں کو نفع دینا درکنار اُلے باعث طعن و وقعت و جرح و اہانت  
ہوجاتے، حالانکہ العظیمہ لہ و عباد اللہ ان طاعنین سے بدرجہا اتقی اللہ و اعلم باللہ و اشد توبیاً فی القول من رسول اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (علاحدہ ان طعن کرنے والوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے خوف رکھنے والے، اللہ تعالیٰ  
کے بارے میں زیادہ علم رکھنے والے، سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کسی قول کی نسبت کرنے میں بہت  
احتیاط کرنے والے تھے۔) تھے۔ ولکن

کل حزب بسالہ یبہم فرحون، و سبک اور ہر ایک گروہ اپنے موجود پر خوش ہے اور تیرا رب  
اعلم بالہمتین۔ ہدایت یافتہ کے بارے میں بہتر جانتا ہے۔ (ت)

میزان مبارک میں حدیث، اصحابی کا انجم یا ہمہ اقدیم اھدیہ تہ۔ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی  
اقدیم کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ (ت)

کی نسبت فرماتے ہیں؛

هذا الحديث وان كان فيه مقال عند المحدثين اس حدیث میں اگرچہ محدثین کو گفتگو ہے

عہ فی فصل فان ادعی احد من العلماء فوق هذه المیزان ۱۲ منہ (م)۔

لے موضوعات کبیرہ لکھنؤ قاری زیر حیش من بلفہ عن اللہ شعی ۶۱ مطلوبہ معتبائی دہلی ص ۶۸  
لے القرآن ۳۲/۲۳ و ۵۳/۳۰  
لے القرآن ۴۸/۴ و ۱۵۲/۱۶ و ۱۱۴/۶  
لے المیزان اکبری فصل فان ادعی احد من العلماء ۱۱۱ مطلوبہ مصطفیٰ البانی مصر ۳۰/۱



مکروہ اہل کشف کے نزدیک صحیح ہے۔

فیہ صحیح عند اہل الکشف  
کشف الغم عن جمیع الامم ارشاد فرمایا،

حضور پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے جو مجھ پر  
دروو بیچے اس کا دل نفاق سے ایسا پاک ہو جائے  
جیسے پُر اپانی سے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
فرماتے جو کئے صلی اللہ علی محمدؐ اس نے ستر درواز  
رحمت کے اپنے اوپر کھول لیے، اللہ عز وجل اُس کی  
محبت لوگوں کے دلوں میں ڈالے گا کہ اُس سے بغض  
نہ رکھے گا مکروہ جس کے دل میں نفاق ہوگا۔ ہاں یہ شیخ  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ حدیث اور اس سے  
پہلی ہم نے بعض اولیاء سے روایت کی ہیں انھوں نے  
سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام انھوں نے حضور پروردگار  
سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ دون  
حدیثیں ہمارے نزدیک اعلیٰ درجہ کی صحیح ہیں اگرچہ  
محمدین اپنی اصطلاح کی بنا پر انہیں ثابت نہ کریں۔

کان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول من صلی  
على طهر قلبه من النفاق، کہا طہر الشوب  
بالماء، وکان صلی اللہ تعالیٰ یقول من قال  
صلی اللہ علی محمد فقد فتح علی نفس  
سبعین باباً من الرحمة، والقی اللہ محبتہ فی  
قلوب الناس فلا یغضبه الا من فی قلبه نفاق،  
قال شیخنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہذا الحدیث  
والذی قبلہ سروینا ہما عن بعض العاسفین  
عن الخضر علیہ الصلوٰۃ والسلام وعن  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وھما  
عندنا صحیحان فی اعلیٰ درجات الصحیحۃ وان  
لم یشتملہما المحدثون علی مقتضی اصطلاحہم۔

نیز میرزا ن شریف میں اپنے شیخ سید علی علی خواص قدس سرہ العزیز سے نقل فرماتے ہیں،  
کما یقال عن جمیع ما رواہ المحدثون  
بالسند الصحیح المتصل ینتہی سندہ الے  
حضور الحق جل و علا فکذا لک یقال فیہما  
جزئی کچھ یہ کہا جاتا ہے کہ جو کچھ محمدین نے سند صحیح متصل سے  
روایت کیا اس کی سند حضرت ابی یزید و جیل تک پہنچی ہے  
یہ وہی جو کچھ علم حقیقت سے صحیح کشف والوں نے نقل فرمایا

علہ آخر المجلد الاول باب جامع فضائل الذکر آخر فصل الامر بالصلوة علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ منہ فیہ شریح  
علہ فیصل فی بیان استعالة خروج شی من احوال المجتہدین عن الشریعة ۱۲ منہ

لہ المیزان النجفی فصل فان ادعی احد من العلماء ان  
کشف الغم عن جمیع الامم  
مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۳۰/۱  
۳۴/۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت

نقلہ اهل الکشف الصبیح من علوم الحقیقۃ<sup>۱</sup> اُس کے حق میں یہی کہا جائے گا۔

باجماد اولیا کے لیے ہوا اس سند ظاہری کے دوسرا طریقہ ارفع و اعلیٰ ہے و لہذا حضرت سیدی ابویہ بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و قدس سرہ السامی اپنے زمانہ کے متکبرین سے فرماتے،

قد اخذتہ علمکم میتا عن میتا و اخذنا علمنا  
عن الحی الذی لا یموت<sup>۲</sup> تم نے اپنا علم سلسلہ اموات سے حاصل کیا ہے اور ہم  
نے اپنا علم حیات سے لیا ہے۔

نقلہ سیدی الاحامہ الشعرا فی کتابہ المبارک  
الفاخر البواقیت والجواہر آخر البحت السابع  
والاسبعین۔ اے سیدی امام شعرائے اپنی مبارک اور عظیم کتاب  
البواقیت والجواہر کی سینٹا لیسویں بحث کے آخر میں  
ذکر کیا ہے۔ (د)

حضرت سیدی امام المکاشفین محی الملہ والدین شیخ اکبر ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ احادیث کی تصحیح  
فرمائی کہ طوطی پر ضعیف مافیائی تھیں،

کما ذکرہ فی باب الثالث والسبعین من الفتوحات  
المکیۃ الشریفۃ الاثنیۃ المملکیۃ و نقلہ فی  
البواقیت ہنا۔<sup>۳</sup> جیسا کہ انہوں نے فتوحات المکیۃ الشریفۃ الاثنیۃ المملکیۃ  
کے تیرھویں باب میں ذکر کیا اور البواقیت میں اس مقام  
پر نقل کیا ہے۔ (د)

اسی طرح خاتم حفاظ الحدیث امام جلیل صلال الملہ والدین سیوطی قدس سرہ العزیز بھینچہ یار بیداری میں جمال  
جہاں آراءے حضور پر نور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بہرہ ور ہوئے بالمشافہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم سے تحقیقات حدیث کی دولت بانی بہت احادیث کی کڑا لفظی حدیث پر ضعیف مافیائی تھیں تصحیح فرمائی کہ بیان  
عارف ربانی امام العلماء عبدالوہاب شعرائے قدس سرہ النورانی کی میزان الشریعۃ الجبرجی میں ہے من شاء  
قلیت شرف بمطالعۃ (جو اس کی تفصیل چاہتا ہے میزان کا مطالعہ کرے) یہ نفیس و جلیل و فائدہ مند

عہ فی الفصل المذكور قبل ما مر بہ حوہ صفحہ ۱۲ من رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مر)

۴۵/۱	مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر	لہ میزان الکبریٰ فصل فی الاستعمال خروج شیء من اقوال المجتہدین الخ
۹۱/۲	" " " "	لہ البواقیت والجواہر باب الثالث والسابع والاربعین
۸۸/۲	" " " "	" " " "
۴۴/۱	" " " "	لہ میزان الکبریٰ فصل فی الاستعمال خروج شیء الخ

بنا نسبت مقام کھڑا نہ تعالیٰ نفع رسائی برادرانِ دین کے لیے عارفِ قلم ہوا اور دل پر نقش کر لینا چاہئے کہ اس کے جاننے والے کم ہیں اور اس لغزش گاہ میں پسپے والے بہت قدم سے

خلیلی قطاع الغیا فی الح الحی

کثیر و ادباب الوصول قلائل

(اے میرے دوست! چراگاہوں میں ڈاکہ ڈالنے والے کثیر اور منزل کو پانے والے کم ہیں۔ ت)  
 بات دُور پہنچی، کہنا یہ تھا کہ سند پر کیسے ہی طعن و جرح ہوں اُن کے سبب بطلانِ حدیث پر جرم نہیں ہو سکتا ممکن کہ واقع میں حق ہو اور جب صدق کا احتمال باقی تو عاقل جہان نفع بے ضرر کی اُمید پاتا ہے اُس فعل کو بجا لاتا ہے دین و دنیا کے کام اُمید پر چلتے ہیں پھر سند میں نقصان دیکھ کر ایک دست اس سے دست کش ہونا کس عقل کا مقتضی ہے کیا معلوم اگر وہ بات سچی تھی تو خود فضیلت سے محروم رہے اور جھوٹی ہو تو فعل میں اپنا کیا نقصان خافہم و تثبت ولا تکن من المتعصبین (اے اچھی طرح سمجھ لے اس پر قائم رہ اور تعصب کرنے والوں سے نہ ہو۔ ت) انصاف کیجئے مثلاً کسی کو نقصان حرارتِ غریزی و ضعفِ ارواح کی شکایت شدید ہو زیادہ اس سے بیان کرے کہ فلان بیکر عاقق نے اس مرض کے لیے سونے کے ورق سونے کے کھول میں سونے کی مڑلی سے عرق بیدشک یا بستیلی پر انگلی سے شہد میں کئی بلین کر کے پنا تیز فرمایا ہے تو عقل سلیم کا اقتضا غصہ کرب و غم افسوس و حکم و سند صحیح متصل کی خوب تحقیقات ذکر لے اس کا استعمال طہا حرام جانے، بس اتنا دیکھنا کافی ہے کہ اصولِ طبیہ میں میرے لیے اس میں کچھ ضررت تو نہیں ورنہ وہ مرعین کفر نہ بے قراباد کی سندیں دُھونڈنا اور حالِ رواۃ تحقیق کرنا پھرے گا قریب ہے کہ بے عقلی کے سبب اُن ادویہ کے فوائد و منافع سے محروم رہے گا نہ عواقبِ متعصب سے تریاقِ تصحیح یا بخار کے گا نہ مارگزیدہ دوا پائے گا بیدہ یہی حال ان فضائلِ اعمال کا ہے جب ہمارے کان تک یہ بات پہنچی کہ اُن میں ایسا نفع دیکھا گیا اور شرعاً مطہرنے ان افعال سے منہ نہ کیا، قراب ہیں تحقیق محضاً نہ کیا ضرور ہے اگر حدیث فی نقضہ صحیح ہے قیما ورنہ ہم نے اپنی نیک نیت کا اچھا پھل پایا اھلِ توبہ یوں بنا کا احدیٰ الحسینین (تم ہم پر کس چیز کا انتظار کرتے ہو مگر دو خوبیوں میں سے ایک کا۔ ت)

**افادہ ۳۰** (حدیث ضعیف احکام میں بھی مقبول ہے جبکہ محلِ احتیاط ہو) مقاصد شرع کا مارت اور کلماتِ عمل کا واقف جب قبولِ ضعیف فی الفضائل کے دلائل مذکورہ عبارات سے بقرۃً فی المہین امام ابن حجر علیہ الرحمۃ و النور ذیہ العلوم محقق دوائی و قوت القلوب امام علی رحمہ اللہ تعالیٰ و نیز تقریر فقیر مذکور افادہ سے بقرۃً نظر صحیح کرے گا

ان اذکار مجلیہ کے پرتو سے بطور حدیث یہ تکلف اُس کے آئینہ دلی میں مرقم ہو گا کہ کچھ خفہ نکل اعمال ہی میں انحصار نہیں بلکہ عموماً جہاں اُس پر عمل میں رنگ احتیاط و نشے بے ضرر کی صورت نظر آئے گی بلاشبہ قبول کی جائے گی جانبِ قبل میں اگر اس کا ورود و استحباب کی راہ بتائے گا جانبِ ترک میں تنزیہ و تورات کی طرف بلائے گا کہ آخر مصلیٰ علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں ارشاد فرمایا :

کیف وقد قيل: (کیونکہ نہ مانے کا حالانکہ کہا تو گیا) رواہ البخاری عن عقبۃ بن الحارث النوفلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اسے امام بخاری نے عقبہ بن حارث نوفلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

**اقول** وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 دع ما یریک الی ما یریک۔  
 فرمایا : جس میں شہید پڑتا ہو وہ کام چھوڑ دے اور ایسے کی طرف آجس میں کوئی وعدہ نہیں !

رواہ الامام احمد وابوداؤد الطیالسی والدارمی والترغذی وقال "حسن صحیحہ" والنسائی وابن حبان والحاکم وصحاحہ" وابن قانع فی معجمہ عن الامام ابن الاثیر **سیدنا** الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سند قوی کے ساتھ روایت کیا۔ ابو نعیم نے علیہ اور خطیب نے تاریخ میں لفظ مالک عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔  
 (ت)

ظاہر ہے کہ حدیث فقہیت اگر مورثِ نفل نہ ہو مورثِ شہید سے تو مکمل اعتبار میں اس کا قبول عینِ مراد شارعِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق ہے، احادیث اس باب میں بکثرت ہیں، اگر اجماع حدیثِ اہل و اعظم کو قریب سے نہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

من اتقى الشبهات فقد استبرأ لدينه وعرضه وعن وقع في الشبهات وقع في الحرام كالراعي

صحیح البخاری کتاب العلم باب الرحلة فی المسألة ان زلت مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی  
 لے مسند احمد بن حنبل منہ اہلیت رضوان اللہ علیہم اجمعین دار الفکر بیروت

حول الحمى يوشك ان ترفع فيه الاوان بكل مالك  
حمى الاوان حمى الله محاسر مہ

رواد الشيخان عن المنعمان بن بشر رضى الله  
تعالى عنهما۔  
امام ابن جریر کی نے فتح البین میں ان دونوں حدیثوں کی نسبت فرمایا :  
یعنی حاصل مطلب ان دونوں حدیثوں کا یہ ہے کہ شہید  
کی بات میں پڑنا خلاف اولے ہے جس کا مرجح کراہت  
تقریر -

المنعزل وعل فرماتا ہے :  
ان يك كاذبا فعليه كذبه وان يك صادقا  
يصوبك بعد الذي يعدك۔  
بحمد اللہ تعالیٰ یہ معنی ہیں ارشاد امام ابو طالب مکی قدس سرہ کے قوت القلوب شریف میں فرمایا :  
ان الاخبار الضعاف غير مخالفة الكتاب و  
السنة لا يذعننا سر دها بل فيها ما يدل عليها۔  
ضعیف حدیثیں جو مخالف کتاب و سنت نہ ہوں ان کا  
رد کرنا ہمیں لازم نہیں بلکہ قرآن و حدیث اُن کے قبول  
پر دلالت فرماتے ہیں  
لاحرم علمائے کرام نے تصریح فرمائی کہ دربارہ احکام بھی ضعیف حدیث مقبول ہوگی جبکہ جانب احتیاط

عہ فی فصل الحادی والثلاثین ۱۲ منہ (دھ) اکتیسوی فصل میں اس کا بیان ہے - (ت)

لے صحیح البخاری باب فصل من استبرأ لدينه مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۱۳  
مسلم شریف باب اخذ الحلال وترك الشبهات " " " " ۲۸/۲  
لے فتح البین شرح الربيعين ۳۳ القرآن ۲۸/۴  
لے قوت القلوب باب تفصيل الاخبار مطبوعہ دار صادر بیروت ۱۷۷/۱

میں ہو، امام نووی نے اذکار میں بعد عبادت مذکور پھر شمس سخاوی نے فتح المغیث پھر شہاب خفاجی نے نسیم الریاض میں فرمایا:

اما الاحکام کما للحلال والحرام والبیسع و  
النکاح والطلاق وغير ذلك فقد يعمل فيها الا  
بالحديث الصحيح او الحسن الا ان يكون في  
احتياط في شيء من ذلك كما اذا ورد حديث  
ضعيف بكذا هبة بعض البيسع او النكحة فان  
المستحب ان يتنزه عنه ولكن لا يجب<sup>ل</sup>۔  
یعنی محدثین و فقہاء وغیرم علما فرماتے ہیں کہ حلال و حرام  
بیع نکاح طلاق وغیرہ احکام کے بارہ میں صرف حدیث  
صحیح یا حسن ہی پر عمل کیا جائے گا مگر اگر ان مراجع  
میں کسی احتیاطی بات میں ہو جیسے کسی بیع یا نکاح کی  
گواہت میں حدیث ضعیف آئے تو مستحب ہے  
کہ اس سے بچیں ہاں واجب نہیں۔

امام حلیل جلال سیوطی تدریب میں فرماتے ہیں ،  
ويعمل بالضعيف ايضا في الاحكام اذا كانت  
فيه احتياط<sup>ط</sup>۔  
حدیث ضعیف پر احکام میں بھی عمل کیا جائیگا جبکہ اس  
میں احتیاط ہو۔

علامہ سیوطی غنیہ میں فرماتے ہیں ،

الاصل ان الوصل بين الاذان والاقامة مكية  
في كل الصلوة لما روى الترمذی عن جابر  
رضي الله تعالى عنه ان رسول الله صلى  
الله تعالى عليه وسلم قال ليلال اذا اذنت  
فترسل واذا اقامت فاحدروا جعل بين  
اذنك واقامتك قدرا ما يفرغ الآكل من  
أكله في غير المغرب والمشاي من شربه  
یعنی اصل یہ ہے کہ اذان کہے فوراً اقامت کہہ دینا مطلقاً  
سب نمازوں میں مکروہ ہے اس لیے کہ ترمذی نے جابر  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا حضور و رسالہ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اذان  
پڑھ کر کہہ کر اذان پڑھ کر بلال عدلہ اور دونوں میں اتنا فاصلہ  
رکھو کہ کھانا کھا لے (مذکر علیہ السلام) اور پینے والا پینے اور  
غروب والا قضاے حاجت کے فارغ ہو جائے ، یہ حدیث

علہ فی شرح الخطیبة حیث استند الامام المصنف حدیث من سئل عن علم فکھہ الحدیث ۱۲ منہ

علہ فی فصل سنن الصلاة ۱۲ منہ

علہ قولہ فی غیر المغرب ہکذا ہو فی نسخ الخنیة و لیس عند الترمذی بل ہو مدرج فیہ نعم ہوتا بل من  
العلیاء کما قال فی الخنیة بعد ما نقلنا قالوا قولہ قدر ما یفرغ الاکل من اكله فی غیر المغرب من شربه فی غیر المغرب منہ

نسیم الریاض شرح الشفاء تتمہ فائدہ مہمد فی شرح الخنیة مطبوعہ دار الفکر بیروت ۲۲/۱

تدریب الراوی شرح تقریب الزاد النور الثانی والعشرون المطبوع دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۲۹۹/۱

والمعتصم اذا دخل لقضاء حاجته وهو وان كان ضعيفا لكن يجوز العمل به في مثل هذا الحكم

اگرچہ ضعیف ہے مگر ایسے حکم میں اس پر عمل روا ہے۔

تفہیم (بُدر کے دن بدن سے خون لینے کے باب میں) ایک حدیث ضعیف میں بدر کے دن پچھنے لگانے سے ممانعت آئی ہے کہ:

من احتجم يوم الامر بعاء ويوم السبت فاصابه برص فلا يلومن الانفسه

جو بُدر یا ہفتہ کے روز پچھنے لگائے پھر اُس کے بدن پر سپردِ اُغ ہو جائے تو اپنے ہی آپ کو ملامت کرے۔

امام سیوطی لکے و تعقیبات میں سند القروسعی سے نقل فرماتے ہیں:

سمعت ابي يقول: سمعت ابا عمرو ومحدث بن جعفر بن مطر النسابوري قال قلت ليوهان هذا الحديث ليس بصحيح فاقصدت يسوع

ایک صاحب محمد بن جعفر بن مطر نیشاپوری کو فصد کی ضرورت تھی بُدر کا دن تھا خیال کیا کہ حدیث مذکور صحیح نہیں فصد لے لی قرأ برص ہو گئی، خواب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرقت ہوئے حضور سے فریاد کی، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اياك والاستهانة بحدیثی (خبردار میری حدیث کو جگانہ سمجھنا) انھوں نے توبہ کی

عَلَيْهِ اَمَامُ تَرْمِذِي نَعْنِي فَرَمَا يَا هُوَ اسناد مجهول (یہ سند مجہول ہے) ۱۲ منہ (م)

عَلَيْهِ اَوْ اَخْرَجَ كِتَابَ الْمَرَضِ وَالطَّب ۱۲ منہ (م)

کیا ہے ۱۳ منہ (د)

باب الْجَنَازَةِ ۱۲ منہ (م)

باب الْجَنَازَةِ ۱۲ منہ (د)

سَلَفُ غِزْيَةِ الْمُسْتَقْبَلِ فَصْلُ سَنَنِ الصَّلَاةِ

سَلَفُ الْكامل لابن عدي من ابْنِ اسمعيل بن عبد الله بن زياد مطبوعه المكتبة الاشريه بنو خنوفر

ص ۴۴ - ۳۷۶

سَلَفُ الْكَلَامِ الْمُصْنَعَةِ فِي الْاَحَادِيثِ الْمَوْضُوعَةِ

كتاب المرض والطب مطبوعه ادبييه مصر ۱۳۸/۳

وسلم فانتهت وقد عافاني الله تعالى وذهب  
ذلك عني۔

جليلہ (ہفت کے دن خون لینے کے بارے میں) امام ابن عساکر روایت فرماتے ہیں ابو معین حسین بن حسن  
طبری نے کچھ لکھ گئے تھے، ہفتہ کا دن تھا غلام سے کہا حجام کو بلا لا، جب وہ چلا حدیث یاد آئی پھر کچھ سوچ کر کہا  
حدیث میں تو ضعف ہے، غرض لکھ گئے، برص ہو گئی، خواب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فریاد کی،  
فرمایا:

ایاک والاستھانۃ بعد حیثی (دیکھ مری حدیث کا معاملہ آسان نہ جانتا)

انہوں نے سنت مافی اللہ تعالیٰ اس مرض سے نجات دے تو اب کبھی حدیث کے معاملہ میں سہل انگاری نہ کروں گا  
صحیح ہو یا ضعیف، اللہ عزوجل نے شفا بخشی ہے لالی میں ہے،

اخرج ابن عساکر فی تاریخہ من طریق ابی علی مہران بن ہارون الحافظ الہامزی قال سمعت ایامعین  
الحسین بن الحسن الطبری یقول اردت الحجامة یوم السبت فقلت للغلام ادع لی الحجام فلما ولی  
الغلام ذکر خبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن اجدعہم یوم السبت ویوم الاربعاء فاصابہ فضع  
فلایلو من الانفسہ قال فدعوت الغلام ثم تفکرت فقلت هذا حدیث فی اسنادہ بعض المضعف فقلت  
ادع الحجام لی فدعا، فاحتجمت فاصابنی البرص، فرأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم فی النوم فشکوت الیہ حالی فقال ایاک والاستھانۃ بعد حیثی فتذرت للہ نذر الذن اذ ذهب  
اللہ مالی من البرص لم اقبلوا فی خبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحیحاً کان اوسقیا فاذہب  
اللہ عنی ذلک البرص۔ (نوٹ: اس عربی عبارت کا ترجمہ مفید لکھنے سے شروع ہو کر عربی عبارت سے پہلے ختم ہو جاتا ہے)  
مفید (بُدھ کے دن ناخن تراشنے کے امر میں) یوں ہی ایک حدیث ضعیف میں بُدھ کے دن ناخن  
کٹوانے کو آیا کہ مرث برص ہوتا ہے، بعض علما نے کٹوائے، کسی نے برہنا سے حدیث منسک کیا، فرمایا حدیث

عہ تلو ما مر ۱۲ منہ (م)  
لالی میں اس عبارت کے قریب جو پہلے گزر چکی ہے (د)



صبح نہیں فوراً جلتا ہو گئے، خواب میں زیارت بمال بے مثال حضور پر نور محبوب ذی الجلال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے، شافی کافی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور اپنے حال کی شکایت عرض کی، حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے نہ سنا تھا کہ ہم نے اس سے نفی فرمائی ہے؟ عرض کی حدیث میرے نزدیک صحت کو نہ پہنچی تھی۔ ارشاد ہوا: تمہیں اتنا کافی تھا کہ حدیث ہمارے نام پاک سے تمہارے کان تک پہنچی۔ یہ فرما کر حضور مجرمی الکفر والا برس مکی الموتی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس کو پناہ دو جہان و دو سنگمرم بیکساں ہے، ان کے بدن پر لگا دیا، فوراً اچھے ہو گئے اور اُسی وقت کوید کی کو ایک کبھی حدیث میں کر ممانعت مذکور نکالا (۱) علامہ شہاب الدین خفاجی مصری حنفی زکرتہ اللہ تعالیٰ علیہ لیسر الریاض شرح شفا امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں،

قص الاظفار وتقليمها سنة وورد النهي عنه في يوم الاربعاء وانه يورث البصر، وحكى عن بعض العلماء انه فعله فنهى عنه فقال لم يثبت هذا فحقيقه البصر من ساعته فزاي النسبى صلى الله تعالى عليه وسلم في مناهه فشكى اليه فقال له الم تسمع نهى عنه، فقال لم يصح عندي فقال صلى الله تعالى عليه وسلم يكفيك انه سمع، ثم مسح يده بيده الشريفة، فذهب ما به فتاب عن مخالفة ما سمع له (۲) (نوٹ) اس عربی عبارت کا ترجمہ مفید، ص ۹۹ سے شروع ہرگز عربی عبارت سے تم پر ہوا ہے یہ بعض علما امام علامہ ابن الحاج مکی باکی قدس سرہ العزیز رحمۃ اللہ علیہ غلط دای ما شہید در مختار میں فرماتے ہیں،

ورد في بعض الآثار النهي عن قص الاظفار

يوه الاربعاء فانه يورث وعن ابن الحجاج صاحب المدخل انه هم بقص اظفاره يوم الاربعاء، فتذكر ذلك، فترك، ثم سرائ ان قص الاظفار سنة حاضرة، ولسم يصح عنده النهي فقصرها، فلحقه اى اصحاب البصر، فزاي النسبى صلى الله تعالى عليه وسلم في النوم فقال الم تسمع نهى عن ذلك، فقال يا رسول الله لم يصح عندي ذلك فقال

والے کو برص کی بیماری عارض ہو جاتی ہے اور صاحب مدخل ابن الحاج کے بارے میں ہے کہ انھوں نے بدھ کے روز ناخن کاٹنے کا ارادہ کیا، انھیں یہ نئی بات یاد دلائی گئی تو انھوں نے اسے ترک کر دیا پھر خیال میں آیا کہ ناخن کتنا سنت ثابت ہے اور اس سے نہی کی روایت میرے نزدیک صحیح نہیں۔ لہذا انھوں نے ناخن کاٹ لیے تو انھیں برص عارض ہو گیا تو انھیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی

يَكْفِيكَ اَنْ تَسْمَعَ، ثُمَّ مَسَحَ صَلَّيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ الْبُيُوتُ جَمِيعًا قَالَ ابْنُ الْحَارِجِ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فَجَعَلَتْ مَعَهُ اللّٰهُ تَوْبَةً اَفِ لَا اخَالَفَ مَا سَمِعْتُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَبَدًا ۝

مکہ پر دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو نے نہیں سنا کہ میں نے اس سے منہ فرمایا ہے، عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! وہ حدیث میرے نزدیک صحیح نہ تھی، تو آپ نے فرمایا کہ تیرا سن لینا ہی کافی ہے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے جسم پر اپنا دست اقدس پھیرا تو تمام برص زائل ہو گیا۔ ان الحجاج کہتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور اس بات سے تو یہ کہ کہ آئندہ جو حدیث بھی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنوں گا اس کی مخالفت نہیں کروں گا۔ (د، ت) سبحان اللہ! جب محل احتیاط میں احادیث ضعیفہ خود احکام میں مقبول و معمول، تو فضائل تو فضائل ہیں، اور ان فوائد نفیسہ جلیلہ وغیرہ سے بحمد اللہ تعالیٰ عقل سلیم کے نزدیک وہ مطلب بھی روشن ہو گیا کہ ضعیفہ حدیث اس کی نقلی و واقعی کو مستلزم نہیں۔ دیکھو یہ حدیثیں بلیاؤں سے کبھی ضعیف تھیں اور واقع میں اُن کی وہ شان کہ مخالفت کرتے ہی فوراً تصدیقیں لازم ہوئیں، کاش منکران فضائل کو بھی اللہ عزوجل تعظیم حدیث مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توفیق بخشے اور اُسے ہلکا سمجھنے سے نجات دے، آمین!

**افادہ لبست و تکمیل حدیث ضعیفہ پر عمل کے لیے خاص اس باب میں کسی صحیح حدیث کا آنا ہرگز ضروری نہیں،** بذریعہ حدیث ضعیفہ کسی فعل کے لیے محل فضائل میں استحباب یا موضع احتیاط میں حکم تنزیہ ثابت کرنے کے لیے نہ ہر زمانہ اصلاً اس کی حاجت نہیں کہ بالخصوص اس فعل معین کے باب میں کوئی حدیث صحیح بھی وارد ہوئی ہو، بلکہ یقیناً قطعاً صرف ضعیف ہی کا ورود ان احکام استحباب و تنزیہ کے لیے ذریعہ کافی ہے، افادات سابقہ کو جس نے ذرا بھی جوکھش ہوش استماع کیا ہے، اُس پر یہ اثرمس و اس کی طرح واضح و روشن۔ مگر ازواجاً کہ مقام مقام افادہ ہے الضابطہ حق کے لیے چند تنبیہات کا ذکر مختصراً۔

**اولاً** کلمات علماء کرام میں با آنکہ قطعاً قطعاً اس پوش و کثرت سے آئے، اس تعقید لید کا کہیں نشان نہیں تو خواجی بخاری علیہ السلام کو از پیش خویش مقید کر لینا کیونکر قابل قبول۔

**ثانیاً** بلکہ ارشادات علماء محدثہ اس کے خلاف، مثلاً عبارت اذکار وغیرہ خصوصاً عبارت امام ابن الہمام جو بوضوح تصریح ہے کہ ثبوت استحباب کو ضعیف حدیث کافی۔

**اقول** بلکہ خصوصاً اذکار کا وہ فقرہ کہ اگر کسی مین یا نکاح کی کراہت میں کوئی حدیث ضعیف آئے تو اس سے بچنا مستحب ہے واجب نہیں۔ اس استحباب و انکار و جواب کا عشا وہی ہے کہ اُس سے بھی میں حدیث صحیح نہ آئی کہ وجوب ہوتا، تنہا ضعیفہ صرف استحباب ثابت کیا اور سب سے اعلیٰ و اجل کلام امام ابو طالب کی جیسے

میں تو بالقداس تقیید جدیدہ کا رد صریح فرمایا ہے کہ "وان لم یشهد الہ" (اگرچہ کتاب وسنت اس خاص امر کے شاہد نہ ہوں)

مثلاً علماء فقہ وحدیث کا علمدراقدیم وحدیث اس قد کے بطلان پر شاہد دل، بابجا انھوں نے احادیث ضعیفہ سے ایسے امور میں استدلال فرمایا ہے جن میں حدیث صحیحہ اصلاً مروی نہیں۔  
اقول مثلاً،

(۱) نماز نصف شبان کی نسبت علی قاری۔

(۲) صلاۃ التیسرے کی نسبت بر تقدیر کسبہ ضعف وجہالت امام زرکشی وامام سیوطی کے اقوال فادہ درم میں گزرے۔

(۳) نماز میں امامت اتقی کی نسبت امام محقق علی الاطلاق کا ارشاد فادہ شانزدہم میں گزرا وہاں اس تقیید کے برعکس حدیث ضعیف پر عمل کو فقدان صحت سے شرط فرمایا ہے،

قال روی الحاكم عنه عليه الصلاة والسلام ان  
سروك ان تقبل صلاتك فليؤمك خيبر فان  
صح والا فالضعيف غير الموضع يعمل به  
في فضائل الاعمال

(۴) نیز امام مدوح نے تجزیہ و تکفین قریبی کا فرقے بارہ میں احادیث ذکر کیں کہ جب ابو طالب مرے حضور اقدس

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدنا مامی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو حکم فرمایا کہ انھیں نلا کر دفن کریں پھر خود غسل  
کریں بعد غسل میت سے غسل کی حدیث نقل کریں، پھر فرمایا،

لیس فی هذا ولا في شيء من طرقي على  
حديث صحيح، لكن طرق حديث على كثيرة  
والاستحباب يثبت بالضعيف غير الموضوع

(۵) غسل کے بعد استحباب منہل کی نسبت علامہ ابراہیم علی۔

(۶) تائید اباحت کی نسبت امام ابن امیر الحاج۔

(۷) استحباب مس کردن کی نسبت مولانا علی کی۔

(۸) استحباب تلقین کی نسبت امام ابن الصلاح و امام نووی و امام سیوطی کے ارشادات افادہ ہندم۔

(۹) کراہت وصل بین الاذان و الاقامت کی نسبت علامہ سیوطی کا کلام۔

(۱۰) بدھ کو ناخن تراشنے کی نسبت خود نسیم الریاض و عطیاتی کے اقوال افادہ ہندم میں زیور گوش سامعین پر یہ دیکھ کر تو یہیں موجود ہیں اور خوفِ اطاعت نہ ہو تو سوتو دو سوتو ایک ادنیٰ نظر میں جیسے ہو سکے ہیں، مگر ایضاح واضح میں اطمینان تاکے۔

رابعاً، اقول نصوص و احادیث مذکورہ افادات ہندم کو دیکھتے کہیں بھی اس قید بے معنی کی مساعدت فرماتے ہیں؟ حاشا بلکہ باعلیٰ نہ اُس کی لغویات بتاتے ہیں کمالاً یخفی علی اولی النہی (جیسا کہ صاحب عقل و گون پر مخفی نہیں۔ ت)

خامساً، اقول و بالذات التوفیق اس شرط زائد کا اضافہ اصل مسئلہ اجماعیہ کو مضاعف و غمہ ل کر دے گا کہ اب حاصل یہ ٹھہرے گا کہ احکام میں تو مقتضائے حدیث ضعیف پر کاربندی اصلاً جائز نہیں اگرچہ یہاں حدیث صحیح موجود ہو اور ان کے بغیر میں بحالت موجود صحیح ورنہ بیع۔

اولاً اس تقدیر پر عمل تصحیح الضعیف من حیث ہو مقتضی الضعیف ہو گا یا من حیث ہو مقتضی الصیح ثانی قطعاً احکام میں بھی حاصل اور تفرقہ زائل، کیا احکام میں درود ضعیف صحاح ثابترہ کو بھی رد کر دینا ہے؟ ہذا لایقول بہ جاہل (اس کا قول کوئی جاہل بھی نہیں کر سکتا۔ ت) اور اول خود شرط سے رجوع یا قول بالمتناہیین ہو کر مدح کو جب مصحح عمل و رد صحیح ہے تو اس سے قطع نظر ہو کر صحت کیونکر !

ثانیاً اگر صحیح نہ آتی ضعیف بیکار تھی یا تو دہی کفایت کرتی ہر حال اس کا وجود و عدم یکساں پیر معمول یہ ہونا کہاں !

ثالثاً بجایہٴ اخیری اظہر و اجلی (ایکٹ سری عبارت کے ساتھ زیادہ ظاہر و واضح ہے۔ ت) حدیث پر عمل کی یہ معنی کر یہ حکم اس سے ماخوذ اور اُس کی طرف مضاف ہو کر اگر نہ اُس سے لیتے نہ اُس کی طرف اسناد سمجھتے تو اس پر عمل کیا ہوا، اور شک نہیں کہ خود صحیح کے ہوتے ضعیف سے انفرادی اس کی طرف اضافت پر معنی، مثلاً کوئی کہ چرائ کی روشنی میں کام کی اجازت تو ہے مگر اس شرط پر کہ نور آفتاب بھی موجود ہو۔ سبحان اللہ جب مہرِ نبویؐ نہ خود جلوه افروز چراغ کی کیا حاجت اور اس کی طرف کب اضافت ! اسے چراغ کی روشنی میں کام کرتا کہیں گے یا نورِ شمس میں ! حظ

آفتاب اندہ جہاں آنگہ کر مجھ پر سہا

(جب جہاں میں آفتاب ہو تو سہا (ستارہ) ڈھونڈنے سے کیا فائدہ !)

لاجرم معنی مستلزم ہیں کہ حدیث ضعیف احکام میں کام نہیں دیتی اور دوبارہ فضائل کافی ووافی۔

(تحقیق مقام وازاحة الاوهام)

**ثُمَّ اَقُولُ** تحقیق المقام و تنقیح العلم مرجعیت یکشف الغما وریضت الاوهام امان المسالمة تدور بین العلماء بعباس تین العلم والعمل اما العمل بحديث، فلا یعنی به الا امتثال ما فیہ تعویلا علیہ والجری علی مقتضاه نظر الیہ ولا بد من هذا التقيد الا ترى ان لو توافق حديثان صحيح وموضوع علی فصل ففعل للامریة فی الصحیح لا ینکون هذا اعلی الموضوع واما القبول فهو ان احتمل معنی الروایة من دون بیان الضعف، فیکون الحاصل ان الضعیف یجوز روایة فی الفضائل مع السکت عافیہ دون الاحکام لیکن هذا المعنی علی تقدیر بصرحتہ انما یرجع الی معنی العمل کیف ولا منشاء لا ینبای اظهار الضعف فی الاحکام الا التحذیر عن العمل به حدیث لا یسوغ فلو لم یسغ فی غیرها ایضا لکان ساوفا فی الايجاب فدار الامر فی کلتا العیاس تین الی تجویز المشی علی مقتضی الضعاف فی ما دون الاحکام فاقضیه ما سند لنا به خامسا واكتشف الظلام هذا هو التحقيق بیدان ههنا رجلین من اهل العلوشة اقدار اقلدهما فحملا العمل والقبول علی ما لیس بمراد ولا حقیقا بقبول۔

(تحقیق مقام وازالة الاولیام)

**ثُمَّ اَقُولُ** اب تحقیق مقام اور وضاحت مقصد کیلئے ایسی گفتگو کرتے ہیں جس سے روئے ہٹ جائیں اور شکوک و شبہات ختم ہو جائیں گے اور وہ سب کچھ اس مسئلہ میں علماء و دوطرک کے الفاظ استعمال کرتے ہیں عمل اور قبول، عمل بالحديث سے مراد یہ ہے کہ اس حدیث پر اعتما کرتے ہوئے اور اس کے مقتضی کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس میں مذکور حکم کو بجالایا جائے، اس قید کا اضافہ ضروری ہے اس لئے کہ آپ ﷺ کا حفظ کرتے ہیں کہ کسی فعل کے متعلق حدیث صحیح اور حدیث موضوع دونوں اگر موافق ہوں اور فعل کو بجالانے والا حدیث صحیح کو پیش نظر رکھتے ہوئے عمل کرے تو اب موضوع ہر عمل نہ ہوگا قبول بالحديث پر ہے کہ اگرچہ ضعف بیان کے بغیر روایت کے معنی کا احتمال ہو تو اس کا حاصل یہ ہوگا کہ ضعیف میں جو کمزوری ہے اس پر سکوت کرتے ہوئے فضائل میں اس کی روایت کرنا جائز ہے لیکن احکام میں نہیں، اگر قبول بالحديث کا یہی معنی صحیح ہو تو یہ معنی عمل بالحديث ہی کی طرف لوٹ جاتا ہے، کیسے؟ وہ ایسے کہ احکام کے بارے میں مروی روایات کے ضعف کو بیان کرنا اس لئے واجب و ضروری ہے کہ اس پر عمل سے روکا جائے کہ احکام میں ہر چیز جائز نہیں پھر اگر غیر احکام میں بھی چیز جائز نہ ہو تو ایجاب میں فضائل و احکام دونوں برابر ہو جائیں گے۔ خلاصہ یہ کہ دونوں جہات میں اس امر پر دلیل ہے کہ غیر احکام میں ضعیف حدیثوں پر عمل کرنا جائز ہے

اب ہمارا پورا استدلال واضح ہو گیا اور تبارکی کھل گئی اور تحقیق یہی ہے۔ علاوہ ازیں یہاں دو اہل علم ایسے ہیں جن کے قلم کے قدم پھسل گئے، انھوں نے غل بالحدیث اور قبول بالحدیث کو ایسے معنی پر مہمل کیا ہے جو مراد اور قابل قبول نہیں۔ (دست)

ان میں سے ایک علامہ مرزا خاں نیر اللہ تھا لے ہیں انھوں نے محقق دوانی کے رد کا ارادہ کیا اور انھیں ان کے کلام کے ظاہر سے وہم ہو گیا کہ اس کا عمل دہ ہے جب حدیث ضعیف ان امور کے ٹھیکے یا یہ میں وارد ہو جن کا استحباب ثابت اور اس میں ثواب کی رغبت ہو یا بعض صحابہ کے فضائل یا اذکار منقولہ کے بارے میں ہو گا، احکام و اعمال کی تفصیل کی ضرورت ہی نہیں جیسا کہ وہم کیا گیا کیونکہ اعمال اور فضائل اعمال میں فرق ظاہر ہے اور

**احدھما العلامة الفاضل المحقق**  
رحمہ اللہ تعالیٰ حیث حاول الرد علی المحقق  
الدوانی واوہم بظاہر کلامہ ان محلاً اذروی  
حدیث ضعیف قی ثواب بعض الامور الثابت  
استجابہا والترغیب فیہ اوق فضائل بعض  
الصحابۃ او الاذکار الماثورۃ قال  
ولا حاجة الی التخصیص الاحکام  
والاعمال کما توہم للفرق الظاہر بین  
الاعمال وفضائل الاعمال اھ

**اقول** کاش فاضل مدنی محقق دوانی کی مخالفت

نہ کرتے تو ان کے کلام کا معنی درست ہوتا کیونکہ ثبوت بعض اوقات معنی ہوتا ہے اور بعض اوقات کسی عمومی اصل کے تحت ہوتا ہے اگرچہ اباحت کی اصل پر ہو کیونکہ مباح نیت سے مستحب ہوتا ہے اور ہم قبول ضعاف کو اس کے ساتھ مشروط ہونے کا انکار نہیں کرتے یہ کیسے ممکن ہے؟ اگر یہ بات نہ ہو تو اس میں ضعیف کو صحیح پر ترجیح لازم آتی اور وہ بالافتاء باطل ہے اگر فاضل مدنی بھی یہی مراد لیتے تو درست تھا اور اپنے قول او الاذکار الماثورۃ کے تکرار سے محفوظ ہوجاتے لیکن فاضل رحمۃ اللہ علیہ محقق کی مخالفت کے درپے تھے

**اقول** لولان الفاضل المدنی مخالف  
المحقق لکان کلامہ معنی صحیحہ ، فان  
الثبوت اعم من الثبوت عینا و باندراج تحت  
اصل عام و لو اصالۃ الاباحۃ فان المباح یصیر  
بالنیۃ مستحباً ونحن لا ننکر ان قبول الضعاف  
مشروط بذلک کیف و لولاء لکان فیہ ترجیح  
الضعیف علی الصحیح وهو باطل و فاقا فخلو  
امراد الفاضل ہذا المعنی لاصحاب و لسلیم  
من التکرار فی قولہ او الاذکار الماثورۃ لکنہ رحمہ  
اللہ تعالیٰ یبصده و مخالفتہ المحقق المرحوم  
و قد کان المحقق انما عول علی ہذا المعنی

اور محقق نے اسی معنی صحیح پر اعتماد کیا تھا چنانچہ کہا کہ بات  
نیست سے عبادت قرار پاتے ہیں تو اس کا کیا حال  
ہوگا جس کے استحباب میں حدیث ضعیف کی وجہ سے  
شہرہ ہو؟ حاصل یہ ہے کہ جواز غار سے معلوم ہوتا ہے  
اور استحباب بھی ایسے قواعد شرعیہ سے معلوم ہوتا ہے  
جو امر دین میں احتیاطی استحباب پر دال ہیں، پس  
احکام میں سے کوئی بھی حدیث ضعیف سے ثابت نہ ہوگا  
بلکہ حدیث استحباب کا شہرہ پیدا کر دے گی لہذا احتیاطی  
اسی پر عمل کرنا ہوگا اور احتیاطی استحباب کا قائل قواعد شرع سے  
معلوم ہوا ہے اہل علم ان کی عدم پسندیدگی سے ظاہر  
ہوتا ہے کہ انھوں نے ثبوت سے مراد وہی تفسیر لیتے ہیں اور اس  
کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ انھوں نے اس پر استدلال  
اعمال اور فضائل اعمال کے فرق سے کیا ہے اگر انھوں  
نے یہی مراد لیا ہے تو یہ لائل کا انبار ہے جس کے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا اور بعض کا ذکر آپ تک پہنچ گیا۔ (د)

اسے یہ بات بھی درک کرتی ہے کہ علماء کی عبارات نے اسے  
ہوتا ہے کہ فضائل اعمال اور ترغیب ایک شے نہیں،  
ابن صلاح کے الفاظ یہ ہیں کہ فضائل اعمال اور ترغیب  
ترغیب کے معاملات اور وہ چیزیں جن کا تعلق احکام  
عقائد سے نہیں ہے یہ ماقبل کی وضاحت ہے بقول  
(میں کہتا ہوں) بلکہ اس سے مراد وہ فضائل اعمال ہیں  
جن کی شہادت علماء کا کلام کرتا ہے جو کہ مترجمین افادہ میں  
گزارا مثلاً غنیہ، تہذیبی اور وسیعہ وغیرہ کے اقوال  
اور یہ بات ہر اس شخص پر مخفی نہیں جس میں ادنیٰ سا  
شعور ہو ۱۲ منہ رحمی اللہ تعالیٰ عنہ (د)

الصحيح حيث قال البیاحات تصدیقاً بالنسبة  
عبادة فكيف ما فيه شبهة الاستحباب لاجل  
الحديث الضعيف الماحول ان الجواز معلوم من  
خارج والاستحباب ايضا معلوم من القواعد  
الشريعة الدالة على استحباب الاحتياط  
في امر الدين فلم يثبت شيء من الاحكام بالحديث  
الضعيف بل او قم الحديث شبهة الاستحباب فصار  
الاحتياط ان يعمل به فاستحباب الاحتياط  
معلوم من قواعد الشرع الله ملخصا فالظاهر  
من عدم استنباطه انه يريد الثبوت عيناً بخصوصه  
ويؤيده تشبیهه بالفرق بين الاحمال وفضائلها  
فان امراده فهدو جنود براهين لا قبل لاحد بها  
وقد اتاك بعضهما۔

عنه ويكره ايضا على ما قيل مقابلة العلماء بين  
فضائل الاعمال والترغيب على ما هو الظاهر  
من كلامهم فلفظ ابن الصلاح فضائل الاعمال  
وسائر فنون الترغيب والترهيب وسائر ما لا تعلق  
له بالاحكام والعقائد هذا واضح ماقبل، اقول  
بل الامر اذ به فضائل الاعمال الاعمال التي هي  
فضائل تشهد بذلك كلمات العلماء المعادة في  
الافادة السابعة عشر كقول الغنية والقاري و  
السيوطي وغيرهم كما لا يخفى على من له ادنى  
مسكة ۱۲ منہ رحمی اللہ تعالیٰ عنہ د،

سنة المذبح العلم للذوالق

علاوہ ازیں میں کہتا ہوں اتہائے گفتگو کے بعد  
ای عمل کا معنی عمل منصوص پر اجر مخصوص کی امید دلانا ہے  
یعنی شی مستحب جس کا استحباب واضح ہے پر عمل کرنا اور  
اس میں مخصوص ثواب کی امید کرنا جائز ہوگا اس لئے  
کہ اس بارے میں حدیث ضعیف موجود ہے اب  
ہم اس امید کے بارے میں تم سے پوچھتے ہیں کیا یہ اسی  
رجاء کی مثل ہے جو حدیث صحیح کی وجہ سے ہوتی ہے اگر  
وہ وارد ہو یا اس سے کم درجہ کی ہے پہلی صورت باطل ہے  
کیونکہ صحت حدیث کسی ایسی روایت پر جابر نہیں  
ہو سکتی جو کسی مخصوص ثواب کے بیان کیلئے وارد  
ہو اور دوسری صورت میں اس قدر رجاء کے لیے حدیث  
ضعیف ہی کافی ہے تو اب کسی مخصوص فعل کے لیے حدیث  
صحیح کے وارد ہونے کی ضرورت نہ رہی، ہاں یہ بات ضروری  
ہے کہ وہ فعل ایسے اعمال میں سے ہو کہ شریعت نے اس  
پر ثواب کی امید دلائی ہو اور یہ حاصل ہے اصل مطلوب  
پر ثواب کی امید دلائی ہو اور یہ حاصل ہے اصل مطلوب  
ان میں سے دوسرے دو آئی سے پہلے کے کچھ لوگ  
چین جنہوں نے یہ گمان کیا کہ امام نووی نے اربعین اور  
اکاذار میں پرگفتگو کی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ  
جسبہ کی عمل کی فضیلت کے بارے میں حدیث صحیح یا  
حسن ثابت ہو تو اس کے بارے میں حدیث ضعیف کا  
روایت کرنا جائز ہے، محقق دو آئی نے انموذج العلوم  
میں اسے نقل کرنے کے بعد کئی محقق نہ رہے کہ اس پر  
امام نووی کے کلام کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں ہو چکا ہے  
اکی مراد ہو کیونکہ اکثر طور پر جواز عمل و استحباب عمل اور محض نقل حدیث

عمل فی القول اذن یرجع معنی العمل  
بعد الاستقضاء التام الی ترجی اجر مخصوص  
علی عمل منصوص ای يجوز العمل بشئ مستحب  
معلوم الاستحباب مترجیا فیہ بعض خصوص  
الثواب لورود حدیث ضعیف فی ابایا فلا یت  
نسأکم عن هذا الرجاء اھو کشفہ بعد حدیث صحیح  
ان ورد امد و نہ الاول باطل فان صحۃ  
الحدیث بفعل لا یجبر ضعف ما ورد فی الثواب  
المخصوص علیہ و علی الثانی فی هذا القدر من  
الرجاء ینکفی فیہ الحدیث الضعیف فای حاجة  
الی ورود صحیح بخصوص الفعل نعم لابد ان  
یکون ہما یجوز الشرع رجاء الثواب علیہ و  
هذا حاصل بالاندراج تحت اصل مطلوب او  
مباح مع قصد مندوب فقد استبان ان  
الوجه مع المحقق الدواقی واللہ تعالیٰ اعلم۔  
تحت اندراج کا یا مباح بقصد  
ثانیہما بعض من تقدم الدواقی فریم  
ان مراد النووی ای بما مر من کلامہ فی الاربعین  
والاکاذر انہ اذا ثبت حدیث صحیح او حسن فی  
فضیلة عمل من الاعمال تجوز رواية الحدیث  
الضعیف فی هذا الباب قال المحقق بعد نقلہ  
فی الامنوج لا یدعی ان هذا لا یربط بکلام النووی  
فضلا عن ان یشکون مراده ذلك، فکہ بین جواز  
العمل واستحبابہ و بین مجرد نقل الحدیث  
فرق، علی انہ لو لم یثبت الحدیث الصحیح و



کے درمیان فرق ہوتا ہے، علاوہ انہی اگر کسی عمل کی فضیلت میں حدیث صحیح یا حسن ثابت نہ تھی تو تب بھی اس میں حدیث ضعیف کا روایت کرنا جائز ہے، خصوصاً اس تنبیہ کے ساتھ نقل کرنا کہ یہ ضعیف ہے اور اس کی مثالیں کتب حدیث اور دیگر کتب میں کثیر ہیں اور اس بات پر ہر وہ شخص گواہ ہے جس نے اس کا تھوڑا سا مطالعہ بھی کیا ہے (ت)

الحسن في فضيلة عمل من الأعمال يجوز نقل الحديث الضعيف فيها، لاسيما مع التنبيه على ضعفه ومثل ذلك في كتب الحديث وغيره شائع يشهد به من تتبع أدنى تتبع له  
مثالیں کتب حدیث اور دیگر کتب میں کثیر ہیں اور اس بات پر ہر وہ شخص گواہ ہے جس نے اس کا تھوڑا سا مطالعہ بھی کیا ہے (ت)

**اقول** میں ایسے کسی اہل علم کو نہیں جانتا جو نبوت کے اس درجہ پر پہنچ چکا ہو کہ حدیث ضعیف کا ضعف بیان کرنے کے باوجود اس کی روایت کو مطلقاً محال تصور کرتا ہو کیونکہ اس میں اجماع مسلمین کی مخالفت ہے اور واضح طور پر تمام محدثین کو گناہ کا مرتکب قرار دینا ہے لہذا اور اسے کضعف بیان کیے بغیر روایت حدیث ہر تو درست نہ ہو دوائی کا قول لاسیما مع التنبيه على ضعفه۔ بحسب انہیں۔ اب ہم اس کے قول کی کوڑہی کے بیان کی طرف دوڑتے ہیں؛ **اولاً** اگر یہ بیان کردہ قول اگر صحیح ہو اور اسے درست تسلیم کریں گے تو پھر قبول حدیث ہی اس سے مراد ہوگا جیسا کہ ہم پہلے اشارہ کر آئے ہیں کیونکہ اگر محض روایت کا نام ہی عمل ہو تو لازم آئے گا کہ وہ شخص جس نے نماز کے بارے میں حدیث روایت کی اس نے نماز بھی ادا کی یا اس طرح روزے کے بارے میں روایت کی تو نے روزہ بھی رکھا ہو، باوجود اس کے امام فروہی کی دونوں کتب میں لفظ عمل ہے اور اسی کی طرف متفق دوائی نے اشارہ کرتے ہوئے کہا ان ہذا لا یرتبط الخ

**اقول** لا یری احد امن ینتفی الی العلم ینتفی فی الفیاء الی حد یحیل س رایۃ الضعاف مطلقاً حتی مع بیان الضعف فان فیہ خسرنا لاجماع المسلمین و تاشیعاً بینا لجمیع المحدثین و انما المراد السروایۃ مع السکوت عن بیان الوهن فقول المحقق لاسیما مع التنبيه على ضعفه، یس فی محله والآن نعود الی تزییع مقالته فنقول **اولاً** ہذا الذی ابدی ان سلم و سلم لم یتمش الا فی لفظ القبول کما اشرفنا الیہ سابقاً فصحبہ و رایۃ حدیث لوکان عملاً بہ لزم ان ینکون من سروع حدیث فی الصلاۃ فقد صلی اوفی الصوم فقد صام و ہکذا مع ان الواقع فی کلام الامام فی کلا الکتابین انما هو لفظ العمل و ہذا ما اشار الیہ الدوائی بقوله ان ہذا لا یرتبط الخ

ثانیاً میں کہتا ہوں کہ ہم صحیحے بیان کر آئے ہیں کہ قبول کا مرجع جواز عمل ہے تو اب اس کے ابطال کے لیے خامساً سے ہماری مذکورہ دلیل میں مذکور گتھو کے کافی ہے۔

ثالثاً اب حاصل فرق یہ ہو گا کہ احکام کے بارے میں حدیث ضعیف کی روایت جہاں نہیں اگرچہ اس خصوصاً مسئلہ کے بارے میں حدیث صحیح موجود ہو مگر صرف اس صورت میں جائز ہے جب اس کا ضعف بیان کر دیا جائے۔ اگر احکام کے علاوہ فضائل میں اگر اس خصوصاً مسئلہ میں کوئی حدیث صحیح پائی جائے تو ضعیف کی روایت جائز ہے اگر حدیث صحیح نہ ہو تو جائز نہیں مگر بیان ضعف کے ساتھ جائز ہے۔ اب نہ زرارہ کا کتب کا بیان ہے کہ جہاں میں ایسی احادیث ضعیف مروی ہیں جو سیر و اعتادات، وعظ، ترغیب و ترہیب، فضائل اور باقی حدیثیں جہاں کا تعلق عقیدہ اور احکام سے نہیں اس کے ساتھ ساتھ خاص اس مسئلہ میں کوئی حدیث صحیح بھی موجود نہ ہو اور ضعیف حدیث کا ضعف بھی بیان نہ کیا گیا ہو یہ وہ ہے جس کی طرف دوائی نے علاوہ کے ساتھ اشارہ کیا ہے۔

اقول ان مسانید کی وسعت کو چھوڑتے ہو صحابیہ روایات بیان کرتی ہیں اور معاجم جو شیخ سے محفوظ شدہ ائمہ کی حفاظت کرتی ہیں مگر جو جامعہ جہاں میں ابی ہریرہ و شدہ ائمہ میں علیٰ اقسام کی روایات جمع کرتی ہیں اگرچہ سند صحیح نہ ہو مثلاً حدیث عظیم ہمارا کائنات بخیر جمع میں کتنے ہیں علی بن عبد اللہ بن عمر نے حدیث بیان کی، ہمیں میں بن عباس نے حدیث بیان کی ہیں ابن عباس بن سهل نے اپنے اپنے اپنے اور حدیث بیان کی دلیا

وثانیاً اقول قد بینا ان القبول انما مرجعه الى جواز العمل وحسنه يكتفي باطلاه دليلنا المذكور خامساً ما عدا مقدمه۔

وثالثاً اذن يكون حاصل التفرقة ان الاحكام لا يجوز فيها رواية الضعافات اصلاً ولو وجد في خصوص الباب حديث صحيح اللهم الا مقرونة ببيان الضعف اما ما دونها كالفضائل فجزوا اذا صح حديث فيه بخصوصه والا لا لا بياناً وح ما ذا يصنع بالون مؤلفه من احاديث مضعفة مروية في السير والقصص والمواعظ والترغيب والفضائل والترهيب وسائر ما لا تعلق له بالعقد والحكمه فقد ان الصحيحه في خصوص الباب وعدم الاقتران ببيان الوهن وهذا ما اشار اليه الدواني بالعلوۃ۔

اقول دع عنك تومع المسانيد التي تستند كل صاحباً عن المعاجم التي توجي كل ما وقع عن شيخه بل والجوامع التي تجمع امثال ما في الباب ورده ان لو يكن صحيح السند هذا الجليل الشامخ البخاري يقول في صحيحه حدثنا علي بن عبد الله بن جعفر ثنا معن بن عيسى ثنا ابي بن عباس بن سهل عن ابيه عن حيد

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہمارے ہمارے باغ  
میں ایک گھوڑا تھا جس کا نام کثیف تھا اھ  
امام ذہبی نے تہذیب التہذیب میں لکھا کہ ابی بن عباس  
بن سہل بن سعد الساعدی مدنی نے اپنے والد گرامی اور  
ابو بکر بن حرم سے روایت کیا اور ان سے معن القزاز،  
ابن ابی فزیک، فرید بن الحباب اور ایک جماعت نے  
روایت کیا، دولابی کہتے ہیں کہ یہ قوی نہیں۔ میں کہتا  
ہوں اسے ابن معین نے ضعیف کہا اور امام احمد کے  
نزدیک یہ منکر الحدیث ہے اور میزان میں ہے نسائی کا  
قول دولابی کی طرح ہی ہے اور دونوں کتب میں اس  
کے بارے میں کسی کی توثیق منقول نہیں، دارقطنی نے  
اسی وجہ سے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا۔ لا جرم  
حافظ اسے کہا ہے کہ اس میں ضعف ہے اور کہہ کہ

قال كان للنبي صلى الله تعالى عليه وسلم في  
حائطنا فرس يقال له الكثيف اھ في تذهيب  
التهذيب للذهبي ابی بن عباس بن سہل بن  
سعد الساعدي المدني عن ابيه وابي بكر بن  
حزم وعنه معن القزاز وابن ابی فزید و زید  
بن الحباب و جماعة قال الدولابي ليس  
بالقوي قلت وضعفه ابن معين و قال احمد  
منكر الحديث اھ و كقول الدولابي قال النسائي  
كما في الميزان ولم ينقل في الكتابين توثيقه عن  
احد وبه ضعف الدارقطني هذه الحديث لاجرم  
ان قال لم يلاحظ فيه ضعف قال ماله في البخاري  
غير حديث واحد قلت فانها الظن بابي  
عبد الله انه انما تساهل كان الحنفية يمشون

میں کہتا ہوں اس کا بھائی عبد المہین ہے اور وہ  
اضعف الضعاف ہے اسے نسائی اور دارقطنی نے  
ضعیف کہا، بخاری نے اسے منکر الحدیث کہا یعنی اس سے  
روایت کرنا بجا نہیں ہوگا کہ زکریا لاجرم ذہبی نے اسے اس کے  
بھائی ابی کے بارے میں کہا کہ وہ نہایت ہی کمزور ہے (دست)

عنه قلت واما اخوه المهيمن فاضعف واضعف  
ضعفه النسائي والدارقطني وقال البخاري منكر  
الحديث اي فذتحل الرواية عنه كما مر لاجرم ان  
قال الذهبي في اخيه ابی انه واد۲ مرضی اللہ تعالیٰ  
عنہ (د)

صیح البخاری باب اسم الفرس والجمال  
ملک غ سے بخاری، ت سے ترمذی اور ق سے قزوینی مراد ہے۔  
۳۰/۱ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی  
۶۲/۱ ملکہ خلاصہ تہذیب التہذیب ترجمہ ۳۷۷ میں اسم ابی «مکتبہ اثیریہ ساکنہ بل»  
۴۸/۱ ملکہ میزان الاعتدال فی نقد الرجال ترجمہ ۲۷۷ میں اسم ابی «دار المعرفۃ بیروت»  
نوٹ: تہذیب التہذیب نہ ملنے کی وجہ سے اس کے خلاصے اور میزان الاعتدال دو کتبوں سے نقل کیا ہے۔  
۱۷ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی

لیس من باب الاحکام واللہ تعالیٰ اعلم۔  
نہیں ہے میں کہتا ہوں کہ ابو عبد اللہ کے بارے میں گمان ہے کہ انہوں نے تساہل سے کام لیا، کیونکہ اس حدیث کا تعلق احکام سے نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

**وربعاً قول قد شاع وذاع ایراد**  
الضعاف في المتابعات والشواهد بالقول بمنعه  
في الاحكام مطلقاً وان وجد الصحيح باطل صحيح  
وح يرتفع الفرق وينهدم اساس المسئلة المجموع  
عليها بين علماء المغرب والشرق، لا اقول  
عن هذا اذ لا بل عن هذيت الجبلين  
التامحين صحيحى الشيخين فقد تنزلا كشيدي  
عن شرطهما في غير الاصول قال الامام النووي  
في مقدمة شرحه لصحيح مسلم عاب عائون  
مسلماً رحمه الله تعالى بروايته في صحيحه  
عن جماعة من الضعفاء والمتوسطين الواقعين  
في الطبقة الثانية الذين ليسوا من شرط الصحيح  
ولا عيب عليه في ذلك بل جوابه من اوجه ذكرها  
الشيخ الامام ابو عمر وابن الصلاح (الى ان)  
قال، الثاني ان يكون ذلك واقعا في المتابعات  
والشواهد لافي الاصول وذلك بان يذكر الحديث  
او لا باسناد لطيف سر جاله ثقات ويجعله اصلا  
ثم اتبعه باسناد اخر او اسانيد فيها بعض  
الضعفاء على وجه التاكيد بالمتابعة والزيادة  
فيه تنبيه على فائدة قيامه وقد اعتذر  
الحاكم ابو عبد الله بالمتابعة والا استشهاد  
في اخراجه من جماعة ليسوا من شرط

رابعاً میں کہتا ہوں کہ متابع اور شواہد میں  
احادیث ضعیفہ کا ایراد شائع اور مشہور ہے  
لہذا حدیث صحیح کی موجودگی میں احکام کے بارے میں  
حدیث ضعیفہ کے مطلقاً روایت کرنے کو منع کرنا صحیحاً  
باطل ہے، اور اس ستر میں فرق کرنے پر جوتا ہے اور اس ستر کی  
اساس جس پر علماء مشرق و مغرب اتفاق ہے مگر ختم ہو جاتی  
ہے یہ میں اس یا اس (یعنی عام آدمی) کی بات  
نہیں کرتا بلکہ علم حدیث کے دو بلند اور مضبوط پسار  
بجاری و مسلکی مصممین کو یہ اصول سمجھا دے میں اپنے شرائط  
سے بہت زیادہ تنزل میں آگئیں، امام نووی نے  
مقدمہ شرح صحیح مسلم میں فرمایا کہ عیب لگانے والوں  
نے مسلم رحمۃ اللہ علیہ پر یہ طعن کیا کہ انہوں نے اپنی کتاب  
میں بہت سے ضعیف اور متوسط راویوں سے روایت  
لی ہے جو دوسرے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں اور صحیح کی  
شرط پر نہیں، حالانکہ اس معاملہ میں ان پر کوئی طعن  
نہیں ہو سکتا بلکہ اس کا کوئی طریقوں سے جواب دیا گیا ہے  
جنہیں امام ابو عمر و ابن صلاح نے ذکر کیا (یہاں تک کہ  
کہا، دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ بات ان روایات میں  
سے جنہیں بطور متابع اور شواہد ذکر کیا گیا ہے اصول  
میں ایسا نہیں کیلئے اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے ایک  
ایسی حدیث ذکر کی جس کی سند درست ہو اور تمام  
راوی ثقہ ہوں اور اس حدیث کو اصل قرار دے کر اس کے

الصحيح منهم مطر الوراق وبقية بن الوليد  
ومحمد بن اسحاق بن يسار وعبد الله بن عمر  
العصري والعمان بن راشد الخرج مسلم عنهم  
في الشواهد في اشباه لهم كثيرين انتهى وقال  
الامام البدر محمود العيني في مقدمة عمدة  
القاری شرح صحيح البخاری يدخل في المتابعة  
والاستشهاد سر واية بعض الضعفاء وفي الصحيح  
جماعة منهم ذكروا في المتابعات والشواهد  
امام مسلم نے اسے شواہد کے طور پر متعدد روایات تخریج کی ہیں انتہی۔ امام بدر الدین عینی نے مقدمہ عمدة القاری  
شرح صحیح بخاری میں تحریر کیا ہے کہ توابع اور شواہد میں بعض ضعیفہ کی روایات بھی آئی ہیں اور صحیح میں ایک جماعت  
محدثین نے توابع اور شواہد کے طور پر ایسی روایات ذکر کی ہیں (۱۷۷ د)

**و خامسا قول ما لا يخص الكلام**  
بغير الاصول هذه قناطير مقسطة من الشام  
مروية في الاصول والاحكام ان لم تروها العلماء  
فمن جاء بها وكمر منهم الترمذي بيان ما هنا  
اما الرواة فلهو لعهد منهم الرواية المقررة  
بالبيان اللهم الا ان الداع خاص ، وقد أكثروا  
قديمًا وحديثًا من الرواية عن الضعفاء و  
المجاهيل ولم يعد ذلك قد حاق بهم ولا اتى باب  
ما أشم وهذا اسيلين بن عبد الرحمن الدمشقي  
الحافظ شيخ البخاري ومن رجال صحيحه  
قال فيه الامام ابو حاتم صدوق الا انه من

بعد بطور تابع ایک اور سند یا متعدد اسناد ایسی ذکر کی گئی ہیں  
جن میں بعض راوی ضعیف ہوں تاکہ متابع کے ساتھ  
تاکید ہو یا کسی اور مذکور یا مدسے پر تنبیہ کا اضافہ مقصود  
ہو، امام حاکم ابو عبد اللہ نے مدبر پیش کرتے ہوئے یہی کہا  
ہے کہ جن میں صحیح کی شرط نہیں ان کو بطور تابع اور شواہد  
روایت کیا گیا ہے، اور ان روایت کرنے والوں میں  
یہ محدثین ہیں مطر الوراق ، بقية بن الوليد ، محمد بن اسحق بن  
يسار ، عبد الله بن عمر العصري اور عثمان بن راشد ،  
امام بدر الدین عینی نے مقدمہ عمدة القاری  
شرح صحیح بخاری میں تحریر کیا ہے کہ توابع اور شواہد میں بعض ضعیفہ کی روایات بھی آئی ہیں اور صحیح میں ایک جماعت  
محدثین نے توابع اور شواہد کے طور پر ایسی روایات ذکر کی ہیں (۱۷۷ د)

**و خامسا ضعیف اور متوسط راوی کی روایت کی بات**  
صرف فی اصول و فروع و غیرہ بات سے ٹھٹھ کرنے کی جگہ کیا  
ضرورت جبکہ کمزور و غیر صحیح روایات کا یہ ایک ذخیرہ ہے جو  
اصول و احکام میں مرئی ہے اگر علماء ہی ان کو ذکر کریں تو کون  
ذکر کریگا اور ہم تکم میں جنہوں نے یہاں اس بات کا التزام  
کیا ، رہا معاملہ راویوں کا تو ان کے ہاں روایت کے ساتھ  
بیان کا طریقہ معروف نہیں ، البتہ کسی خاص ضرورت کے تقاضے  
کے پیش نظر بیان بھی کر دیا جائے گا اور ان میں سلفا و خلفا یہ  
معمول ہے کہ ضعیف اور مجہول راویوں سے روایت بیان  
کرتے ہیں اور اس بات کو ان میں طعن و گناہ شمار نہیں کیا جاتا  
دیکھئے سلطان بن عبد الرحمن دمشقی جو حافظ میاں اور امام بخاری کے اساتذہ  
میں اور صحیح بخاری کے راویوں میں سے ہیں ان کے بارے میں

امام الزہد کہتے ہیں کہ یہ صدوق ہے اگرچہ ان لوگوں میں سے ہے جو ضعیف اور مجہول راویوں سے بہت زیادہ روایت کرنے والے ہیں اہل اگر میں ان ثقہ محدثین کے نام شمار کروں تبھیوں نے مجروح راویوں سے روایت کی ہے تو یہ داستان طویل ہر اور ان میں کوئی ایسا شخص نہیں ملتا جس نے یہ التزام کیا ہو کہ وہ اسی سے روایت کرے گا جو اس کے نزدیک ثقہ ہو مگر بہت کم محدثین مثلاً شعبہ، امام مالک اور احمد نے سند میں اور کوئی اکاذیب کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی، پھر ان کے ہاں بھی معاملہ ان کے اپنے شیوخ تک ہی ہے اس کے اوپر نہیں ورنہ ان کی سند سے کوئی ضعیف حدیث مروی نہ ہوتی اور محدثین کے ہاں ان میں سے کسی کا سند میں آجنا غلط حدیث کے لیے کافی ہوتا ہے بلکہ صحت کے ساتھ سند ان تک پہنچتی ہو حالانکہ یہ بات کسی ایک کے لیے بھی ثابت نہیں، یہ امام احمد اپنے بیٹے عبد اللہ کو فرماتے ہیں، اگر میں اس بات کا ارادہ کرتا کہ میں ان ہی اسادیث کی روایت پر انکار کروں گا جو میرے ہاں صحیح ہیں تو پھر اس سند میں بہت کم احادیث روایت کرتا۔ اے میرے بیٹے! تو روایت حدیث میں میرے طریقے سے نگاہ ہے کہ میں حدیث ضعیف کی مخالفت نہیں کرتا مگر جب اس باب میں مجھے کوئی ایسی حدیث ملے جو اسے

اردی الناس عن الضعفاء والمجهولين اھ  
ولوسردت اسماء الثقات المرواة عن  
المجروحين نكث وطال قليس منهم من  
التزم ان لا يحدث الا عن ثقة عنده  
الانزاد قيل شعبة ومالك واحمد في  
السند ومن شاء الله تعالى واحدا  
بعد واحد ثم هذا ان كانت ففى  
شيوعهم خاصتنا لا من فوقهم و  
الاسماء من طريقهم ضعيف اصلا  
ولكانت مجرد وقوعهم في السند دليل  
الصحة عندهم اذا صح السند اليهم  
ولم يشب هذا الا حذو هذا الامام  
الهما يقول لا بأس عيب في هذا  
لوامدات ان اقتصر على ما صح  
عند الامام ومن هذا  
المسند الا الشئ بعد الشئ  
ولكنك يا بنى تعرف طريقتي في  
الحديث اف لا اخلفت ما ليضعفت  
الا اذا كانت في الباب شئ يدفعه  
ذكره في فتح المغيب واما المصنفون

عہ او اخر القسم الثاني الحسن ۱۲ منہ (۴)

رد کو یہ فتح الغیث میں مذکور ہے، باقی رہی محدثین کی  
 تصنیفات تو اگر آپ امثال المکتب بخاری و مسلم اور ترمذی  
 ترمذی کنزوں کو سہ تہذیبوں میں سمجھیں گے تو ان کے کتب  
 تو آپ اکثر مسانید، معاجم، سنن، جوامع اور اجزا  
 کے ہر باب میں ہر قسم کی احادیث بغیر بیان کے  
 پائیں گے اس لئے انکار جاہل یا متاہل ہی کر سکتے ہیں اور  
 اگر کوئی دوسری کتب کے محدثین کے ہاں یہ جائز نہیں تو یہ  
 ان کی طرف ایسی بات کی نسبت کرتے ہیں جس سے لازم  
 آتا ہے کہ السامع کہتے ہیں جسے وہ جائز نہ سمجھتے تھے اور  
 اگر کوئی یہ زعم رکھتا ہو کہ وہ ایسا نہیں کرتے تو ان کا عمل  
 اس کے برخلاف خود شاہد ہے، امام ابو داؤد  
 کو بھی سمجھے ان کے لیے حدیث اسی طرح آسان ہو گئی جس طرح  
 حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے لو ہا نرم ہو جاتا تھا  
 ابن جریر رحمہ اللہ کہنے لگے کہ اس کی طرف خط میں لکھا میری کتاب  
 سنن ابی داؤد میں جن بعض احادیث کے اندر نہایت سخت  
 قسم کا ضعف ہے اس کو میں نے بیان کر دیا ہے، اور بعض  
 ایسی ہیں کہ ان کی سند صحیح نہیں اور جس کے بارے میں میں  
 کچھ ذکر نہ کروں وہ استدلال کے لیے صالح ہیں اور بعض احادیث  
 دوسری بعض کے اعتبار سے اصح ہیں اور صحیحہ وہ ہیں جس کا  
 امام حافظ نے افادہ فرمایا ہے کہ ابو داؤد کے کلام میں لفظ صالح  
 استدلال اور اعتبار دونوں کو شامل ہے، پس جو حدیث صحت  
 پھر حسن کے درجہ پر پہنچے وہ مثنی اول کے لفظ صالح ہے اور جو  
 ان دونوں کے علاوہ ہے وہ مثنی ثانی کے لفظ سے صالح ہے

فأعدت أمثال المکتب الثلاثة للبخاری  
 ومسلم والترمذی من الترمذی الصححة  
 والبیان الفیت عامة المسانید والمعاجم  
 والسنن والجوامع والاجزاء تنطوی فی  
 کل باب علی کل نوع من أنواع الحدیث  
 من دون بیان، وهذا مبالاة ینکرہ  
 الاجاہل او متجاهل فان ادعی مدح انہم  
 لا یتحلون ذلک فقد نسبہم الی افتحام  
 مالابیہون وان ترعم تراعم انہم  
 لا یفعلون ذلک فہم بضمیعہم علی خلفہ  
 شاہدون وهذا ابو داؤد الذی الین لہ الحدیث  
 کما الین لداؤد علیہ الصلاۃ والسلام  
 الحدید، قال فی رسالہ الی اہل مکہ شرفہ اللہ  
 تعالیٰ ان ما کان فی کتابی من حدیث فیہ  
 شدید فقد بینتہ ومنہ ما لا یصح سندہ و  
 ما لا اؤکرفہ شیئاً فیوصالہ وبعضہا اصح  
 من بعضہا، والصحیحہ ما افادہ الامام حافظ  
 ان لفظ صالح فی کلامہ اعم من الیکون للاحتجاج  
 اولاً لاعتبارہ فما ارتقی الی الصححة ثم الی الحسن  
 فہو بالمعنی الاول وما عدا ہما فہو بالمعنی  
 الثانی وما قصر عن ذلک فہو الذی فیہ  
 وہن شدید، وهذا الذی یشہد بہ

اور جو اس سے بھی کم درجہ پر ہے وہ ایسی ہوگی جس میں مضبوط شدت کے بغیر نفس الامراس پر شاہد ہے اور نتیجہ پر یہی لازم ہے اگرچہ قیل کے طور پر کیا گیا ہے۔

یعنی بعض نے کہا کہ اس کے نزدیک وہ حسن ہے، اسے امام مہندی نے اختیار کیا، اسی پر ابن صلاح نے مقدمہ میں حرم کیا اور امام نووی نے تقریب میں اسی کی اتباع کی یعنی بھی اس کے غیر کے ہاں وہ حسن نہیں ہوتی جیسے کہ مقدمہ ابن صلاح میں ہے، اور بعض نے کہا کہ اس کے نزدیک وہ صحیح ہے امام ربیع نے حسب الراہ میں قلیتین والی حدیث کے ذکر میں اسی پر چلے ہیں۔ اور علامہ علی نے غنیۃ المستملیٰ کی فصل فی الترافل میں اسی کی اتباع کی ہے اور اسی طرح یہاں کہا جائے گا یعنی بھی اس کے غیر کے ہاں وہ صحیح نہیں بلکہ حسن ہی نہیں ہوتی۔ امام ابن ہمام نے فتح القدیر میں اسے کتاب میں ان کے شاگرد نے علیہ الخلی میں صفۃ الصلوۃ سے تھوڑا پہلے اس کے صحیح ہونے پر اقصا کیا ہے اور یہ بات ان دونوں اقوال کو شامل ہے پس یہ اس کے قول کے قریب ہے جس نے کہا وہ حسن ہے یہ وہ ہے جس کا ذکر حافظ نے کیا ہے اور مقدمہ ارشاد الساری میں علامہ قسطلانی نے اسی کی اتباع کی ہے اور تدریب میں خاتم الحفاظ نے بیان فروع فی الحسن، لیکن ابن کثیر نے کہا کہ ان سے کچھ جرح پر انہوں نے سکوت کیا، وہ حسن ہے۔ پس اگر یہ صحیح ہو تو کئی اشکال باقی نہیں رہتے۔ اقول (میں کہتا ہوں) کوئی یہ کہہ سکتا

اواقہ قلیلک یہ وان قیل وقیل وقد نقل عن اعلام سیر السبلۃ للذهبی ان ما ضعف اسنادہ لنقص

عہ ای قیل حسن عندہ واختارہ الامام المہندی و یہ جزوہ ابن الصلاح فی مقدمتہ وتبعہ الامام الشوری فی التقریب ای وقد لا یكون حسناً عند غیرہ کہا فی ابن الصلاح قیل صحیحہ عندہ ومشی علیہ الامام الزیلعی فی نصب الراۃ عند ذکر حدیث القلیتین وتبعہ العلامة حلبی فی الغنیۃ فی فصل فی التوافل وقد لا یقال۔ ہذا انہ قد لا یصح عند غیرہ بل ولا یحسن۔ اما الامام ابن الصمام فی الفتح اول کتاب وتلمیذہ فی الحلیۃ قلیا۔ صفۃ الصلوۃ فاقصر علی الحجبۃ وہی تشبیہا فی ضرب حسن قول من قال حسن وهذا الذی ذکرہ الحفاظ متبعہ فیہ العلامة القسطلانی فی مقدمۃ الارشاد وخاتم الحفاظ فی التدریب فی فروع فی الحسن قال لکن ذکر ابن کثیر انہ روی عنہ ما سکت عنہ فیو حسن فان صحہ ذلك فلا اشکال اھ اقول نقائل ان بقول ان الحسن اطلاقا وان القد ما ذکرہ و انما الترمذی ہوالذی شہرہ وامرہ فایدہ رہنا انہ ان صحہ عنہ ذلك لم یرد بہ الا هذا والذی استقر علیہ الاصطلاح فافہم واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ ۴ھ

ہے جس کے تو مختلف اطلاعات ہیں بہت کم قیما۔ نے اس کا ذکر کیا ہے صرف امام ترمذی نے اس کو ثروت دی اور اس کا اجراء کیا پس اللہ اللہ عزت نے جاری تائید فرمائی کہ اگر ان سے یہ بات صحت کے ساتھ ثابت ہو جائے تو انہوں نے اس سے یہی مراد لی ہے نہ جو برا اصطلاح قائم ہو چکی ہے واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ ۴ھ



حفظ را ویدہ فمثل هذا إلیک عنہ ابوداؤد وغالباً الخ  
و معلوم ان کتاب ابی داؤد انما موضوعه الاحکام  
وقد قال فی رسالته انما لم اصف کتاب السنن  
الا فی الاحکام ولم اصف فی الزهد و فضائل  
الاعمال و غیرہ الخ و قال الشمس محمد بن الخفاف  
فی فتح المغیث اما حید بن سید الناس فی شرحه  
للترمذی قول السلفی علی ما لیدقع التصریح  
فیہ من مخرجها و غیرہ بالضعف ان یقتضی کما  
قال الشافعی فی التبیان ما کان فی الکتب الخمسة  
مسکوتاً عنہ ولم یصرح بضعفه لیکون صحیحاً و  
یسر هذا الاطلاق بحیث  
بل فی کتب السنن احادیث لم یتکلف فیها  
الترمذی و ابوداؤد و لم نجد لغيرهم فیها کلاماً و  
مع ذلك فهي ضعيفة ثم و قال فی المرقاة الحقیق  
ان فیہ "ای فی مسند الامام احمد رضى الله  
تعالی عنہ" احادیث کثیرة ضعیفة و بعضها  
اشد فی الضعف من بعض الخ و نقل بعیدہ  
عن شیعہ الاسلام الحافظانہ قال  
لیست الاحادیث الزائدة فیہ علی  
ما فی الصحيحین باكثر من ضعف  
الاحادیث الزائدة فی سنن ابی داؤد

اور امام ترمذی کی اعلام سیر النبلا سے منقول ہے کہ جس حدیث  
کی نہ ضعیف اسکا نام کا حفظ ناقص ہونے کی وجہ سے ہو تو  
ایسی حدیث کے بارے میں ابوداؤد مسکوت اختیار کرتے ہیں  
اور یہ بات معلوم ہے کہ ابوداؤد شریف کا موضوع احکام ہیں  
کیونکہ انہوں نے اپنے رسالہ میں یہ بات کہی ہے میں نے یہ کتاب  
احکام ہی کے لیے لکھی ہے زہد و فضائل اعمال وغیرہ کے لیے  
نہیں اور جس حدیث بخاری نے فتح المغیث میں بیان کیا ہے  
کہ ابن سید الناس نے اپنی شرح ترمذی میں قول سلفی کو ایسی  
حدیث پر محمول کیا جس کے بارے میں اس کے مخرج وغیرہ  
کی ضعیف کے ساتھ تصریح واقع نہیں ہوئی پس اس کا  
تقاضا ہے جیسا کہ شارح نے کہہ میں کہا کہ کتب خمسہ میں جس  
حدیث پر مسکوت اختیار کیا گیا ہو اور اس کی ضعیف کی  
تصریح نہ کی گئی ہو وہ صحیح ہوگی حالانکہ اطلاق صحیح نہیں کیونکہ  
کتب میں ایسی احادیث موجود ہیں جن پر ترمذی یا  
ابوداؤد نے کلام نہیں کیا اور نہ ہی کسی غیر نے ہمارے علم کے  
مطابق ان میں گفتگو کی جاسکے باوجود وہ احادیث ضعیف ہیں  
اور قرات میں فرمایا: حتی ہے کہ اس معنی مسند احمد شریف  
تعالی عنہ میں بہت سی احادیث ایسی ہیں جو ضعیف ہیں  
اور بعض دوسری لائن کے اعتبار سے زیادہ ضعیف ہیں  
اور محض اس کے بعد بشرح الاسلام حافظہ نقل کیا کہ  
اس میں دینی مسند احمد بن حنبل میں صحیحین پر جزا احادیث  
طبع ہوئے مستند الرسالہ بیروت ۱۳/ ۲۱۴

۱۔ سیر اعلام النبلاء ترجمہ علامہ ابوداؤد بن اشعث  
۲۔ رسالہ سنن ابی داؤد الفصل الثانی فی الامور التي تتعلق بکتاب  
۳۔ فتح المغیث شرح النبی الحدیث للشمسوی القسم الثانی فی المسند دارالامام الطبری بیروت ۱/ ۱۰۰-۱۰۱  
۴۔ مرقاة مشکوٰۃ المصابیح شرط البخاری و سلم الذی الزیادہ الإ مطبوعہ مکتبہ امداد عمان ۲۳/۱

ہیں وہ سنن ابی داؤد اور ترمذی میں صحیحین پر زائد احادیث سے زیادہ ضعیف نہیں ہیں۔ الغرض راستہ ایک ہی ہے اس شخص کے لیے جو احادیث سنن سے استدلال کرنا چاہتا ہے ضرور سنن ابن ماجہ، مصنف ابن ابی شیبہ اور مصنف عبدالرزاق یہ کو نگرہ ان میں سے بعض کا مطالعہ کرنا چاہیے استدلال ان احادیث سے جو مسانید میں ہیں کیونکہ ان کے جامعین نے صحت و حسن کی کوئی شرط نہیں رکھی اور وہ راستہ یہ ہے کہ استدلال کرنے والا اگر نقل و نصیح کا اہل ہے تو اس کے لیے ان سے استدلال کرنا اس وقت درست ہوگا جب ہر لحاظ سے دیگر پیکرے اور اگر وہ اس بات کا اہل نہیں تو اگر ایسا شخص پاس ہے جو نصیح و تحسین کا اہل ہے تو اس کی تقلید کرے اور اگر ایسا شخص نہ پائے تو وہ استدلال کے لیے قدم نہ اٹھائے ورنہ وہ رات کو نگوٹیاں اکٹھی کرنے والے کی طرح ہوگا، ہوسکتا ہے وہ باطل کے ساتھ استدلال کرے اور اسے اس کا شعور نہ ہوا اور امام عثمان شہروری نے علوم الحدیث میں فرمایا: ابو عبد اللہ بن منہ عاقل نے بیان کیا کہ انہوں نے مصر میں محمد بن سعد باوردی سے یہ کہتے ہوئے سنا "ابو عبد الرحمن سنی کا مذہب یہ ہے کہ ہر اس شخص سے حدیث کی تخریج کرے جس کے ترک پر اجازت نہ ہو، اور ابن منہ نے کہا، اس طرح ابوداؤد سجستانی اس کے باوجود کہ لیتے اور سند ضعیف کی تخریج کرے ہیں جبکہ اس باب میں اس کے علاوہ کوئی دوسری حدیث نہ ہو جو دیگر نکان کے نزدیک لوگوں کی

والترمذی علیہا وبالجملة فالسبیل واحد لمن اراد الاحتجاج بحديث من السنن لاسيما سنن ابن ماجه ومصنف ابن ابی شيبه وعبد الرزاق مما الامروفيه اشد او بحديث من المسانيد لان هذه كلها لعريش تروجا معوها الصحة والحسن وتلك السبيل انت المحتج ان كان اهلا للنقل والتصحيح فليس له ان يحتج بشئ من القسمين حتى يخط به وان لم يكن اهلا لذلك فان وجد اهلا لتصحيح او تحسين قوله والا فلا يقدم على الاحتجاج فيكون كحاطب ليل قلعله يحتج بالباطل وهو لا يشعر له وقال الامام عثمان الشهورى في علوم الحديث حكى ابو عبد الله بن منة الحافظ انه سمع محمد بن سعد الباوردي بعصره يقول كان من مذهب ابی عبد الرحمن السني ان يخرج عن كل من لم يجمع على تركه وقال ابن منة وكذلك ابو داود السجستاني ياخذ ما خذه ويخرج الاسناد الضعيف اذا لم يجد في الباب غيره ولا نه اقوى عنده من رأي الرجال له وفيها بعيده ثم

له مقالة شرح مشكوة المفاتيح شرط البخاري ومسلم الذي التزمه ابو مطهر مكتبة اديب ملتان ۲۳/۱  
مقدمه ابن الصلاح التزمه الثاني في معرفة الحسن مطبوعه فاروقى كتب خان ملتان ۱۸



استخراج کرتے ہوئے اصل پر بہت کچھ زیادہ احادیث نقل کی ہیں ان میں صحیح، حسن بلکہ ضعیف بھی ہیں لہذا ان پر حکم لگانے سے خوب احتراز و اعتقاد چاہئے۔ اہل علماری تصریحات اس معاملہ میں بہت زیادہ ہیں اور برہم نے نقل کر دی ہیں ہمارے مقصد کو واضح کرنے کے لیے کافی ہیں، الغرض محدثین نے ضعیف احادیث پر فتائدہ کے مسئلہ میں ذکر کیا ہے اگرچہ اس مسئلہ میں کوئی صحیح حدیث نہ پائی گئی ہو اور یہ بات معلوم و مسلم ہے نہ اسے رد کیا جاسکتا ہے اور نہ اس کا انکار ممکن ہے۔ ہم نے یہ طویل گفتگو اس لیے کر دی ہے کہ بعض بزرگوں کے کلام سے ہم نے اس کے نفوذ محسوس کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے لیے یہی حمد ہے جس نے تاریکی و دور کو دی اور پھیلنے کے مقام پر ثابت قدم رکھا پس اب یہ بات واضح ہو گئی کہ اگر ان کی مراد وہی جرم ہے ان کا نقل نقل کیا تو پھر احکام اور صفات کے درمیان تفریق قائم ہو گئی اور اجماعی مسئلہ کی بنیاد منہدم ہو گئی ایک تو یہ تفسیر ہے اور ایک دوسری آسان راہ اختیار کرتے ہوئے علی و جبر الشیخ کو کہہ سکتا ہے کہ وہ حکم جس کے بارے میں مطلقاً ضعیف حدیثیں مخری ہوئی تھیں جائز یا حرام کوئی صحیح حدیث پائی جاتی ہے یا نہیں کہ حدیث صحیح پائی جائے تو لازم یہ کہ انہوں نے حدیث ضعیف احکام میں بھی صحیح کے ہوتے ہوئے سکوٹا رواایت کی ہے تو اب فرق کہاں ہے؟ اور اگر موجود نہ ہو تو معاملہ اس سے بھی زیادہ شدید ہے اگر معترض یہ کہہ دے کہ محدثین سوقی سستہ کہی بیان

کثیرہ ترانندہ علی اصلہ وفيہا الصحیح والحسن بل والضعیف ایضاً فینبغی التحرز فی الحکم علیہا ایضاً اھ نصوص العلماء فی هذا الباب کثیرة جدا وما وردنا کاف فی ابانۃ ما قصدنا و بالجملة فروایتهم الضعاف من دوت بیات فی کل باب وان لم یوجد الصحیح معلوم مقہر کایرو ولا یشکر و انما اظہرنا ہذا لیسما شمسنا خلافة من کلمات بعض المجلة، والحمد للہ علی کشف الغمۃ و تثبیت القدم فی الزلۃ فاستبان ان لوکان السمراد ما نزعہم هذا الذی نقلنا قولہ لکانۃ التفرقة بین الاحکام والضعاف قد انعدمت و المسألة الاجماعیۃ من اساسہا قد انهدمت هذا وجه و لکان تسلک مسلک امراء العنات و تقول علی وجه التثقیق ان الحکم الذی رویت فیہ الضعاف مطلقۃ ھل یوجد فیہ صحیح ام لا فان وجد فقد سر و الا لضعیف ساکتین فی الاحکام ایضاً عند وجود الصحیح فاین الفرق وان لم یوجد فالامراشد قالوا التجا ملتج الی انہم یعدون سوق الامانید

من البیان ای فخر یوجد منهم رواية الضعاف نے  
الاحکام الاخر وند؛ کی روایت سکوت نہ ہوگی بلکہ بیان کیا کہ حدیث کو اس کے جواب میں :

قلت اولاً هذا شئ قديم يد به بعض العلماء  
عذرا ممن روى الموضوعات ساكتاً عليها  
ثم هم لا يعقلون - قال الذهبي في الميزان  
كلما اجت مدة في ابي نعيم فطيم لاجب  
حكايته ولا قبل قول كل منهما في الآخر  
بل هما عندى مقبولان لا اعلم لهما ذنب  
اكر من روايتهما الموضوعات ساكتين عنهما  
اه وقد قال العذافي في شرح  
الفيته انت من ابرئ اسناد  
منهم فهو ايسر لعذر اذا حال  
ناظر على الكشف عن سند  
وانك لا يجوز لهما السكوت  
عليه اه  
ثانياً، لا يبعد منهم ايراد الاحاديث  
من اعي باب كانت الامسدة في هذا  
البیان لم تنفك عنه احاديث الفضائل ايضاً فجاءوا  
تساؤلوا في هذا دون ذلك -

قرار دیتے ہیں، پس اس خبر میں احکام میں ضعیف حدیثوں کی  
میں کہتا ہوں اولاً یہ وہ چیز ہے جس کو بعض علماء نے ان  
لوگوں کی طرف سے عذر کے طور پر پیش کیا جو موضوعات  
کو سکوتاً روایت کرتے ہیں پھر انہیں قبول نہیں کرتے۔  
ذہبی نے میزان میں کہا کہ ابو نعیم کے بارے میں ابن مندہ  
کا کام نہایت ہی رکیک ہے میں اسے بیان کرنا بھی پسند  
نہیں کرتا اور میں ان دونوں کا کوئی قول ایک دوسرے کے  
بارے میں نہیں مانتا بلکہ میرے دونوں میرے نزدیک مقبول  
ہیں اور میں ان کا سب سے بڑا گناہ یہی جانتا ہوں کہ  
انہوں نے روایات موضوعہ کو سکوتاً روایت کیے اور انکی  
نشان دہی نہیں کی اسے اسی نے شرح الفیہ میں کہا کہ ان  
میں سے میں نے اپنی سند کو واضح کیا تو اس نے اپنا عذر  
طویل کیا کیونکہ اس طرح اس نے ناظر کو سند کے حال سے  
آگاہ کیا ہے اگرچہ اس کے لیے اس پر سکوت جائز تھا  
ثالثاً، ان کے ہاں ہر باب میں یہ معروف ہے  
کہ اس میں سند احادیث لائی جائیں گی تو اس بیان سے  
احادیث فضائل بھی الگ نہیں، پھر ان میں تسابلی کیوں  
اور دوسری روایات ہیں نہ ہو۔

عہ فی احمد بن عبد اللہ ۱۲۴۱ م (م)  
عہ نقلہ فی التدریب نوع الموضوع قبیل التنبیہات  
۱۷ م (م) منشی اللہ عنہ (م)  
احمد بن عبد اللہ کے ترجمہ میں ہے (ت)  
اس کو نقل کیا ہے تدریب میں نوع موضوع کے تحت  
تنبیہات کے کچھ پہلے - (ت)

لہ میزان الاعتدال للتدریب ترجمہ ۳۳۵ احمد بن عبد اللہ بن نعیم  
۱/ ۱۱۱ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت  
۲۸۹/ ۱ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور



محبت بنانا نہیں، جس نے افادات سابقہ کو نظر ثانی کر قلب عاجز سے دیکھا سمجھا اس پر بہ حاجت بیان ظاہر دیا ہے  
 کہ حدیث ضعیف سے فضائل اعمال میں استنباط یا محمل اعتناء میں کراہت تنزیہ یا امر مباح کی تائید یا بابت راستہ  
 کرنا اسے احکام میں محبت بنانا اور حلال و حرام کا مثبت ٹھہرانا نہیں کراہت تو خود و حکم اصالت ثابت اور استنباط  
 تشریح قواعد قطعیہ شرعیہ و ارشاد اقدس کی کیفیت و قد قیل وغیرہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے جس کی تقریر سابقہ زیر کو گوش  
 سامعان ہوئی حدیث ضعیف اس نظر سے کہ ضعف سند مستلزم غلطی نہیں ممکن کہ واقع میں صحیح ہو صرف اسید و احتیاط  
 پر باعث ہوئی آگے حکم استنباط و کراہت ان قواعد و صحاح نے افادہ فرمایا اگر شرع مطہر نے طلب مصالح و سلب  
 مفاسد میں احتیاط کو مستحب نہ مانا ہوتا ہرگز ان مواقع میں احکام مذکورہ کا پتہ نہ ہوتا تو ہم نے اباحت کراہت مند و مبت  
 جو کچھ ثابت کی دلائل صحیحہ شرعیہ ہی سے ثابت کی نہ حدیث ضعیف سے **اقول** تاہم از انجا کہ در وضعیعت وہ بھی لذات  
 بلکہ ملاحظہ امکان صحت ترقی و احتیاط کا ذریعہ ہوا ہے اگر اس کی طرف تجوزاً نسبت اثبات کریں یہاں ہے اور ثبوت  
 بالضعیف میں ہائے استنانت تو ادنیٰ مدائمت سے صادق ہاں اگر دلائل شرعیہ سے ایک امر کی حرمت ثابت ہو  
 اور کوئی حدیث ضعیف اس کے کسی فرد کی طرف بلائے مثلاً کسی حدیث مجروح میں خاص طلوع و غروب یا استوا کے وقت  
 بعض نماز نفل کی ترغیب آئی تو ہرگز قبول نہ کی جائے گی البتہ اگر ہر اس کا استنباط یا جواز ثابت کریں تو اسی حدیث ضعیف  
 سے ثابت کریں گے اور صحاح اثبات نہیں یونہی اگر دلائل شرعیہ مثبت ندب یا اباحت ہوں اور مضاعف میں منہی آئی  
 اسی وجہ سے ضعیف حرمت نہ ہوگی مثلاً مقررات کے سو کسی وقت میں ادا اسے سنسن یا معین رشتوں کے علاوہ کسی  
 رشتہ کی حرمت سے نکاح کو کوئی حدیث ضعیف منع کرے حرمت نہ دینی جائے گی و نہ ضمانت کی صحاح پر ترجیح لازم  
 آئے بعد اللہ یعنی میں کلام علماء کے کہ حدیث ضعیف در بارہ احکام حلال و حرام معمول ہے نہیں۔

**ثرا قول** اصل یہ ہے کہ ثبت وہ جو ثلث اصل کسی شے کو ثابت کرے کہ جو بات کے مطابق اصل سے  
 خود اسی اصل سے ثابت، ثابت کیا محتاج اثبات ہو گا و لہذا شرع مطہر میں گواہ اس کے مانے جاتے ہیں جو ضابطہ  
 اصل کا مدعی ہو اور مارائے دما و فروج و مضار و نجاست تمام اشیاء میں اصل اباحت ہے تو ان میں کسی فعل کے  
 جواز پر حدیث ضعیف سے استناد کرنا علت غیر ثابتہ کا اثبات نہیں بلکہ ثابت کی تائید ہے،

هذا تحقيق ما أسلفنا في افادة السابقة  
 عن المحقق الدواني، وهذا هو معنى  
 ما نص عليه الأمام ابن دقيق العيد و  
 سلطان العلماء عز الدين بن عبد السلام و تبعهما  
 شيخ الإسلام الحافظ و نقله تلميذه السخاوي  
 یہ وہ تحقیق ہے جو ہم نے افادہ سابقہ میں محقق دوانی کے  
 حوالے سے بیان کی اور یہ وہ حقیقت و معنی ہے جس کی  
 تصریح امام ابن دقیق العید اور سلطان العلماء عز الدین  
 بن عبد السلام نے کی اور شیخ الاسلام الحافظ نے ان  
 دونوں کی اتباع کی اور ان کے شاگرد سخاوی نے

فی فتح المغیث وفي قول البديع والسيوطي في  
التدريج والشمس محمد الرملي في شرح  
المنهاج النووي ، سبهم من الشافعية ، ثم  
اشره عن الرملي العلامه الشربلاني في غنية  
ذوي الاحكام والمحقق المصدق العلائي في  
الدر المختار و اقراه هما ومحشو الدر الخليلي  
والطحطاوي والشامي فيها وفي منحة الخالق  
خمسهم من الحنفية ، من اشتراط العمل  
بالتضعيف باندراجہ تحت اصل عام، وهو اذا  
حققت ليس بتقييد مراند بل تصريح بضموم  
ما تصوموا عليه ان العمل به فيما وراء العقائد  
والاحكام ، كما وضحه لك وبه ازاد انهما  
بعد انهما قاضيا لفظان فان  
السلام في الاعمال الثابتة بالصحاب ، كيف  
ولو كان كذلك لما احتيج الى هذا الاشتراط  
كما لا يخفى والله الهادي الى سوى الصراط .  
ہوں اور یہ مطلب اس لیے نہیں ہو سکتا کہ اگر معاملہ یہ ہوتا تو یہ شرط لگانے کی محتاجی نہ تھی جیسا کہ واضح ہے ، اور  
اللہ تعالیٰ سیدھے راہ کی ہدایت دینے والا ہے ۔ ( ر )

فتح المغیث اور القول البديع میں ، سیوطی نے تدريج  
میں شمس الدین محمد رملي نے شرح المنهاج النووي میں  
اسے نقل کیا ہے یہ پچھ شوافع میں سے ہیں ، پھر  
رملي سے علامہ شربلانی نے غنیہ ذوی الاحکام میں  
اور محقق و مدقق العلائی نے درمختار میں اسے نقل کیا  
اور اسے ان دونوں نے اور درمختار کے محققین علی ،  
طحاوی اور شامی نے اپنے اپنے حواشی اور تحت الحاشی  
میں ثابت رکھا یہ پانچ حنفی ہیں (اور وہ یہ ہے) کہ  
حدیث ضعیف پر عمل کے لیے شرط یہ ہے کہ کسی عمومی  
ضابطہ کے تحت داخل ہو اور جب تو اس کی تحقیق کرے  
تو یہ کوئی زائد قید نہیں بلکہ اسی مضمون کی وضاحت ہے  
جس کی انہوں نے تصریح کی ہے کہ اس پر عمل عقائد  
والاحکام کے علاوہ ہیں کیا جائے گا ، جیسا کہ ہم نے  
پہلے اسے واضح کر دیا ہے اور اس سے ان دو علما  
کا خوب زور ہو گیا جو یہ گمان رکھتے تھے کہ یہ ان اعمال  
کے بارے میں کلام ہے جو احادیث صحیحہ سے ثابت  
ہوں اور یہ مطلب اس لیے نہیں ہو سکتا کہ اگر معاملہ یہ ہوتا تو یہ شرط لگانے کی محتاجی نہ تھی جیسا کہ واضح ہے ، اور  
اللہ تعالیٰ سیدھے راہ کی ہدایت دینے والا ہے ۔ ( ر )

بجہ اللہ اس تقریر سے واضح ہو گیا کہ بعض متکلمین طائفہ جدیدہ کا زعم باطل کر ان احادیث سے جواز  
تقبل ایہا میں پر دلیل لانا احکام حلال و حرام میں انہیں حجت بنانا ہے اور وہ بتصریح علما راجحہ بعض مغالطہ  
فریب دہی عوام سے ہی پرورش نے آنا بھی نہ دیکھا کہ وہی علما جو حدیث ضعیف کو حلال و حرام میں حجت نہیں  
مانتے صد باجگہ احادیث ضعیفہ سے افعال کے جواز و استحباب پر دلیل لاتے ہیں جس کی چند مثالیں افادہ سابعہ  
میں گزریں کیا معاذ اللہ علماء کرام اپنا کھانا نہیں سمجھتے یا اپنے مفقودہ قاعدہ کا آپ خلاف کرتے ہیں کیا افادہ ہندیم  
میں امام ابن امیر الحاج کا ارشاد نہ سنا کہ ہمہ علماء کے نزدیک فضائل اعمال میں حدیث ضعیف قابل عمل ہے تو کسی فعل کی  
اہمیت قائم رکھنا بدتر اولیٰ و لیکن الدہابیہ کا یسمعون و اذا سمعوا لا یعقلون سرب ابی اسألتک العفو و



العاقبة آمین (وہابی ٹوٹنے ہی نہیں، ٹٹنے ہیں تو سمجھتے نہیں، اسے میرے رب! میں تجھے معفو و معافی کا سوال کرتا ہوں، آمین - ت)

### افادہ بست وسوم (ایسے مواقع میں ہر حدیث ضعیف غیر موضوع کام دے سکتی ہے)

**اقول اولاً** جہور علماء کے عامہ کلمات مطالعہ کیے تو وہ مواقع مذکورہ میں قابلیت عمل کے لیے کسی قسم ضعف کی تفصیل نہیں کرتے، صرف اتنا فرماتے ہیں کہ موضوع نہ ہو فتح القدیر والیہ عراقی و شرح الفتح للضعف میں تحفہ الموضوع (موضوع کے علاوہ ہو - ت) مقدمہ ابن الصلاح و تقریب میں ما سوی الموضوع (موضوع کے سوا ہو - ت) مقدمہ سید شریف میں دون الموضوع (موضوع نہ ہو - ت) علیہ میں الذی یسب موضوع (ایسی روایت جو موضوع نہ ہو - ت) اذکار میں ان الفاظ سے اجماع ائمہ نقل فرمایا کہ عالم یکن موضوعاً (وہ جو کہ موضوع نہ ہو - ت) یعنی امام ابن عبد البر نے اجماع محدثین ذکر کیا کہ برو و نوحا عن کل (محدثین ان کو تمام سے روایت کرتے ہیں - ت) یہ سب عبارات بالفاظ یا بمعنی افادات سابقہ میں گزریں، ذرا کافی شرح مواہب میں ہے عبادۃ المحدثین التماسہل فی غیر الاحکام والعقائد مالہو یکن موضوعاً (محدثین کی عادت ہے کہ غیر احکام و عقائد میں قبل کرتے ہیں اس میں جو موضوع نہ ہو) یعنی علامہ علی سیرۃ الانسان العیون میں فرماتے ہیں:

علمہ فکرم رضاہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
تحت حدیث مناغاة القبر لہ علی استغفار علیہ وسلم (۲۷ منہ)  
انگلی کے اشارے سے چاند کے ساتھ کھینچے (جھک جائے) کا بیان ہے وہاں اس کا ذکر ہے دیکھو - (ت)  
علمہ نقل ہذا و ما سیاق من عیون الاثر بعض  
الاثرین ۱۷ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴)  
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر رضاعت میں  
اس حدیث کے تحت جس میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے  
بہنوں الاثر کی یہ عبارت (اور وہ جو عنایت کر کے ذکر کیا جائیگی  
ان کو بدش معاصرین نے نقل کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

فتح القدیر باب الامامة  
مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳۰۳/۱  
مقدمہ ابن الصلاح النسخۃ الثانی والعشرون معرقہ المکتوب  
مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۴۹  
تقدمہ سید شریف  
عن علیہ الخلی شرح علیہ الخلی  
شہ الاذکار المتعجب من کلام سید الاربار  
فصل قال العلماء الخ مطبوعہ دار الکتب العربیہ بیروت ص ۷  
تہ کتاب العلم لابن عبد البر  
شہ شرح الزرقانی المواہب اللدنیۃ  
المتنہ الاول ذکر رضاہ صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ عامرہ مصر ۱۶۲/۱

لا یخفی ان السیر تجمع الصحیح والستقیم و الضعیف والبلاغ والمسل والمنقطع و المعضل دون الموضوع وقد قال الامام احمد وغیره من الاثمة اذا مروی فی الحلال و الحرام شد ونا و اذا مروی فی الفضائل ونحوها تساهلت۔

واضح رہے کہ اصحاب سیر ہر قسم کی روایات میں کرتے ہیں صحیح، غیر صحیح، ضعیف، بلاغات، مسل، منقطع اور معضل وغیرہ، لیکن موضوع روایت ذکر نہیں کرتے۔ امام احمد اور دیگر محدثین کا قول ہے کہ جب ہم حلال و حرام کے بارے میں احادیث روایت کرتے ہیں تو شدت کھستے ہیں اور جب ہم فضائل وغیرہ کے بارے میں روایات لاتے ہیں تو ان میں نرمی برتتے ہیں۔ (دت)

شیخ محقق مولانا عبدالحی محدث دہلوی قدس سرہ القوی شرح صراط المستقیم میں فرماتے ہیں،  
 گفتہ اند کہ اگر ضعف حدیث بچت سے کئے حفظ بعض روایات یا اختلاف یا تلبس ہو دیا وجود صدق و دیانت منجر میگرد و بعد و طرق و اگر اجہت اتہام کذب راوی باشد یا شد و بذم لغت حفظ و اضبط یا بقوت ضعف مثل فحش خطا اگرچہ تعد و طرق داشتہ باشد منجر میگرد و حدیث محکوم بضعف باشد و در فضائل اعمال معمولی

محدثین نے بیان فرمایا ہے کہ اگر کسی حدیث میں ضعف بعض راویوں کے کئے حفظ یا تلبس کی وجہ سے ہو جبکہ صدق و دیانت موجود ہو تو یہ کی تعد و طرق سے پوری ہو جاتی ہے اور اگر ضعف راوی بر اتہام کذب کی وجہ سے ہو یا اخط و اضبط راوی کی مخالفت کسی جگہ ہو یا ضعف نہایت قوی ہو مثلاً فحش غلطی ہو تو اب تعد و طرق سے بھی کسی کا ازالہ نہیں ہوگا اور حدیث ضعیف یا ضعیف کا یہی حکم ہوگا اور فضائل اعمال میں ہے (دت)

ثانیاً کلین کا نہایت شدید الضعف ہونا کہ نہیں معلوم اس کے بعد صریح کذاب و شاع ہی کا درجہ انتر شان نے اسے متروک بلکہ منسوب الی اکذب تک کیا کذبہ ابن حبان و الجوزجانی و قال البخاری توکد بخینی و ابن مہدی و قال الدارقطنی و جماعة متروک و ابن حبان اور جرجانی نے اسے جملہ قرار دیا ہے بخاری کہتے ہیں کہ اسے بخینی اور ابن مہدی نے ترک کر دیا، دارقطنی اور ایک جماعت نے کہا کہ یہ متروک ہے۔ (ت) لا جرم حافظ نے تقریب میں فرمایا متهم بالکذب و رمی بالرفض (اس پر کذب کا اتہام ہے اور اسے روافض کی

لہ انسان العیون خطبۃ الکتاب مطبوعہ مکتبۃ البانی مصر ۳/۱  
 لہ شرح صراط مستقیم و بیاض شرح سفر السعادت مکتبۃ نوریہ رضویہ سکھ ص ۱۳  
 لہ تقریب التہذیب لترمذی بن السائب بن بشر الکلبی مطبوعہ دار نشر کتب الاسلامیہ گوجرانوالہ ص ۲۹۸

طرف منسوب کیا گیا ہے۔ ت) بایں ہمہ عام کتب سیرۃ میں اس کی اور اس کی امثال کی روایات سے مالا مال ہیں علامتے دین ان امور میں اُنھیں بلا تکیہ نقل کرتے رہے ہیں، میزان میں ہے:

قال ابن عدی وقد حدث عن الکلبی سفین  
ابن عدی نے کہا کہ کلبی سے سفیان، شعبہ اور ایک عجمی  
و شعبہ و جماعة و مرصوه فی التفسیر و اما  
نے حدیث بیان کی ہے اور ان روایات کو پتہ کیا ہے  
فی الحدیث فعندہ مناکیر۔  
جس کا تعلق تفسیر کے ساتھ ہے اور حدیث سے متعلق  
روایات ان کے نزدیک مناکیر ہیں۔ (ت)

امام ابن سیرۃ الناس سیرۃ عیون الاثر میں فرماتے ہیں:

غالب ما یروی عن الکلبی انساب و اخبار مت  
کلبی سے اکثر طور پر لوگوں کے انساب و احوال، عربوں  
احوال الناس و ایاہم العرب و سیرہم و ما  
کے شب و روز اور ان کی سیرت یا اسی طرح کے دیگر  
یحیری مجری ذلک مما سمعہ کثیر من الناس  
معاملات مروی ہیں جو کثرت کے ساتھ ایسے لوگوں سے  
فی حملہ عن لایحمل عنہ الاحکام و معین  
لے لیے جاتے ہیں جن سے احکام نہیں لیے جاتے اور  
حکی عنہ الترخیص فی ذلک اکامہ احمد۔  
جن لوگوں سے اس معاملہ میں اجازت منقول ہے  
وہ امام احمد ہیں۔ (ت)

ثالثاً) امام واقدی ہمارے علماء کے نزدیک ثقہ ہیں، امام واقدی کو جمہور اہل اثر نے چنیں و چناں کہا جس کی تفصیل میزان وغیرہ کتب میں مسطور، لاجرم تقریب میں کہا: مقرون مع سعة علمہ (علمی وسعت کے باوجود متروک ہے۔ ت) اگرچہ ہمارے علماء کے نزدیک اُن کی توثیق ہی راجح ہے کما افادہ الامام المحقق فی فتح القدر (بسیار کہ امام محقق نے فتح القدر میں اس کو بیان کیا ہے۔ ت) بایں ہمہ یہ جرح شدید ماننے والے

عبہ حیث قال فی باب العاء الذی یجوز بہ  
جہاں انہوں نے "باب العاء الذی یجوز بہ الوضوء"  
الوضوء عن الواقدی قال کان متبہ بنویضا  
میں واقدی سے نقل کیا کہ بضاعت (باقی برصحنہ آئندہ)

لے میزان الاعتدال نمبر ۵۷۴ء ترجمہ محمد بن السائب الکلبی مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۵۵۸/۲  
لے عیون الاثر ذکر الاجرہ عمار یہ مطبوعہ دار الحضارۃ بیروت ۲۴/۱  
لے تقریب التہذیب ترجمہ محمد بن عمری واقعہ الاسلمی مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ کراچی ۱۳۱۲-۱۳  
لے فتح القدر باب المار الذی یجوز بہ الوضوء مطبوعہ مکتبہ فدیر رضویہ کراچی ۶۹/۱

بھی انہیں سیر و منازی و اخبار کا امام مانتے اور سلفاً و خلفاً ان کی روایات پر سیرس ذکر کرتے ہیں کہا لا یخفی علی من طالع کتب القوم (جیسا کہ اس شخص پر مخفی نہیں جس نے قوم کی کتب کا مطالعہ کیا ہے۔ ت) میزان میں ہے،  
 کان الی حفظہ المذنب فی الاخبار والسیر و یہ اخبار و احوال، علم سیر و منازی، حوادث زمانہ  
 المغازی والحوادث وایامہ الناس والفقه اور اس کی تاریخ اور علم فقہ وغیرہ کے انتہائی ماہر  
 وغیر ذلک (ت) اور حافظ ہیں۔ (ت)

**رابعاً** ہلال بن زید بن یسار بصری مسقلانی کو ابن حبان نے کہا دوی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اشياء موضوعه (۱۲ مضوی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے موضوع روایات نقل کی ہیں۔ ت) حافظ الشان نے تقریب میں کہا متروک۔ باوصف اس کے جب انہیں ہلال نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث فضیلت مسقلان روایت کی جسے حافظ ابوالفرج نے تعلیق مذکورہ درج موضوعات کیا اس پر حافظ الشان ہی نے وہ جواب مذکور افادہ دہم دیا کہ حدیث فضائل اعمال کی ہے سو اسے طعن ہلال کے باعث موضوع کہنا ٹھیک نہیں امام احمد کا طریق معلوم ہے کہ احادیث فضائل میں تسابیل فرماتے ہیں اور یہ بھی افادہ ہم میں حافظ الشان ہی کی تصریح سے گزر چکا کہ متروک ایسا شدید الضعیف ہے جس کے مدعیس تتم بالوضع وضاع ہی کا درجہ ہے اب یہ بات خوب محفوظ رہے کہ خواہ امام الشان ہی نے ہلال کو متروک کہا تو وہی متروک کو اتنا شدید الضعیف

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

طریقاً لئلا یتوکلوا علی البسائت و هذا تقوم به الحجۃ عندنا واذ وقتنا لوالدہی اما عند المخالف فلا لضعیفہ ایہ اھ وقال فی فصل فی الاسار قال فی الامام جعفر شیخنا ابوالفتح المذاظ فی اول کتابہ المغازی والسیر من ضعفہ و من وثقہ و وجہ توثیقہ و ذکر الاجوبۃ عما قبل فیہ اھ (۱۲ منہ) (م)  
 یا ان کو ضعیف کہایا اور ان کی توثیق کو ترجیح دیتے ہوئے ان پر وارد شدہ اعتراضات کے جوابات بھی ذکر کیے اھ (۱۳ منہ) (ت)

لہ میزان الاعتدال نمبر ۹۹۳، ترجمہ محمد بن عربین واقعہ الاسلمی، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت لبنان ۱۳۸۳ھ  
 لہ فتح القدر، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ، مکه  
 ۹/۱۱ ۱۳۸۳ھ

بتایا خود ہی ایسے شدید الضعف کی روایت کو دربارہ فضائل مستحق تسامح رکھا اس سے زیادہ اور کیا دلیل ہوگی کہ ضعف کیسا ہی شدید ہو جب تک نہ سچے حافظ الشان کے نزدیک بھی فضائل میں قابل نرمی و گورانی ہے و لہذا الحجة السامیہ ۔

**خاصہ** اور نینے ومنہ کے بعد اِنَّا اَنْزَلْنٰ پڑھنے کی حدیثوں کا ضعف نہایت قوت پر ہے ، سماوی نے مقاصد حدیث میں اسے اصل مضن کہا ، امام حلیل ابواللیث رحمہ قدی نے اپنے مقاصد میں ان حدیثوں کو ذکر فرمایا ، امام الشان سے اس بارہ میں سوال ہوا وہی جواب فرمایا کہ فضائل اعمال میں ضعافت پر عمل روا ہے ۔ امام ابن امیر الحاج حلیہ میں فرماتے ہیں :

قد سئل شیخنا حافظ عصرہ قاضی القضاۃ شہاب الدین الشہید بن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ عن هذه الجملة فاجاب بمأنبه الاحاد التي ذكرها الشيخ ابواللیث نفع اللہ تعالیٰ ببرکته ضعیفہ والعلماء يتساهلون في ذكر الحديث الضعیف والعمل به في ففلسا نال الاعمال ولم یثبت منها شیء عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لامن قوله ولا من فعله

ہمارے شیخ حافظ العصر قاضی القضاۃ شہاب الدین المعروف ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ سے ان روایات کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے یہ جواب ارشاد فرمایا کہ وہ احادیث جن کو امام ابواللیث رحمہ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے نفع ملتا فرماتے تھے ذکر کیا ہے وہ ضعیف ہیں اور علما ضعیف حدیث ضعیف کے ذکر کرنے اور فضائل اعمال میں اس پر عمل کرنے میں نرمی برتتے ہیں اگرچہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ان کے متعلق کوئی قول و عمل ثابت نہ ہوا (انت)۔

**سادہ** ساری حدیث کہ چاند گوارہ میں عرب کے چاند چمر کے سورج صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے باتیں کرتا ، حضور کو ہلاتا ، انگشت مبارک سے جگر ہر اشارہ فرماتے اسی طرح ٹھک جانا کہ یہ حق نے دلائل النبوة ، امام ابوحنیفہ اسمعیل بن عبد الرحمن صابونی نے کتاب المائتین ، خطیب نے تاریخ بغداد ، ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی اس کا مدار احمد بن ابراہیم حلیہ شدید الضعف پر ہے ، میزان میں ہے امام ابو حاتم نے کہا : احادیثہ باطلہ تدلہ علی کذبہ (اس کی احادیث باطلہ اس کے کذب پر دال ہیں ۔ ت) ، باوجود اس کے امام صابونی نے فرمایا : ہذا حدیث غریب الاستناد

عن حلیۃ المحلی شرح نیت المصلی

عن میزان الاعتدال ترجمہ ۲۸۷۷ احمد بن ابراہیم حلیہ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت لبنان ۸۱

والمتن وهو في المعجزات حسن (اس حدیث کی سند بھی غریب اور متن بھی غریب یا نیمہ معجزات میں حسن ہے) اُن کے اس کلام کو امام جلال الدین سیوطی نے خلاص کبریٰ، امام احمد قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں نقل کیا اور مقرر رکھا۔

**سابعاً** حدیث الدیك الابيض صديق صديق وعدو الله وكان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم بيته معه في البيت (مرغ سپید مرغِ اخیر خواہ اور میرے دوست کا اخیر خواہ، اللہ تعالیٰ کے دشمن کا دشمن ہے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُسے شب کو مکانِ خوابگاہ اقدس میں اپنے ساتھ رکھتے تھے) کہ ابو بکر برقی نے ابو زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، علامہ منادی نے تیسیر میں فرمایا: باسناد قویہ کذا ہے (اس کی سند میں کذاب ہے) باوصف اس کے فرمایا، فیض دین لنا فعل ذلك تأسيباً بجهنم حيث من اليسا وارهو ترويه باقدا کے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرغ سپید کو اپنی خوابگاہ میں ساتھ رکھنا مستحب ہے۔ مثالیں اس کی اگر تین کیجئے بکثرت لیجئے۔ و هذا الاخبار قد بلغ الغاية وفيها ذكرنا كفاية لاهل الدراية (یہ آخری انتہا پر پہنچے اور کچھ بہم نہ ذکر کر دیا وہ اہل فہم کے لیے کافی ہے۔ ت)

**ثامناً** احادیث واولیٰ ذکرنا انادات سابقہ بھی اسی الطوائف کے شاہد عدل ہیں خصوصاً حدیث وان كان الذي حدثه به كاذباً (اگرچہ جس نے اسے بیان کیا کاذب ہو۔ ت) ظاہر ہے کہ احتمالِ صدق و نفع بے ضرر ہر ضعیف میں حاصل توفیق زائل بالحدیثی قضیہ دلیل ہے اور یہی کلام و عمل قوم سے متفاد مگر حافظ الشان سے منقول ہوا کہ شرط عمل عدم شدت ضعف ہے فقہ تلمیذہ السخاوی وقال سمعته مراراً يقول ذلك (اسے ان کے شاگرد امام سخاوی نے نقل کیا اور کہا کہ میں نے ان سے یہی مرتبہ کہتے سنا ہے۔ ت)

**اقول** (بحث قبول شدہ الضعف) یہاں شدت ضعف سے مراد میں حافظ سے نقل مختلف آئی، شامی نے فرمایا عطایہ نے فرمایا امام ابن حجر نے فرمایا

عنه في مستحبات الوضوء ۱۲ منہ (شامی نے مستحبات الوضوء میں فرمایا ۱۲ منہ۔ ت)  
 ملحہ الموابہ اللہیت بحرانہ کتاب المائتین حدیث غریب الاسناد والمتن، المکتب الاسلامی بیروت ۱۵۲/۱  
 تلہ کتاب الموضوعات لابن الجوزی باب فی الایک الابيض دار الفکر بیروت ۳/۳  
 تلہ تیسیر شرح جامع صغیر للساوی، حدیث مذکور کے تحت مکتبہ الامام الشافعی ریاض سعودیہ ۱۵/۲  
 تلہ التیسیر شرح الجامع الصغیر حدیث مذکور کے تحت مکتبہ الامام الشافعی ریاض سعودیہ ۱۵/۲



یہاں کافی نے زیادت توسیع کا پتہ دیا، تجدید اول پر امر سهل و قریب ہے کہ ایک جماعت علماء حدیث کذا میں و متہین پر اطلاق وضع کرتے ہیں تو غیر موضوع سے انھیں خارج کر کے جس طرح ثانی تقریحات و معاملات جنور و علما و خود امام انسان سے بسید اور ثبات لطیفہ والہ بعد ہے ہم ابھی روشن بیان سے واضح کر چکے ہیں کہ خود حافظ نے مرکب شہید الضعف لہی موضوعات کی حدیث کو بھی فضائل میں منقول رکھا مگر بحمد اللہ تعالیٰ ہمارا مطلب ہر قول پر حاصل ہم افادات سابقہ میں مہربن کر آئے ہیں کہ تفصیل ایسا میں کی حدیثیں ہرگز نہ ضعف شدید سے پاک و منزہ ہیں ان پر صرف اطلاق یا جہالت راوی سے یمن کیا گیا یہ نہیں بھی نہ ضعف قریب نہ ضعف شدید و الحمد للہ العلیٰ المجید ھذا (اسے یاد رکھو۔ ت)

و ما یتقی کتبت ہفتا علی ہما مش فتح المغیث،  
کلاماً یخلق بالمقام احببت ایلادہ اتما ہا  
للہرام، فذکرت اولکما عن الشامی عن الطحطاوی  
عن ابن حجر ثم ایدتہ باطلاق العلما، ثم  
اوردت ما عن النسیم عن السخاوی عن الحافظ  
ثم قلت ما نصہ۔

سے پھر وہ نقل کروں گا جو نسیم نے سخاوی سے انہوں نے حافظ سے نقل کیا۔ پھر میرا قول یہ ہے،

**اقول** بیسا کہ ہمیں معلوم ہے یہ بات معلوم

قوی کے نقل کردہ تمام علماء کے اطلاق اور خود  
شیخ الاسلام سے امام طحاوی کی کوشش نقل کردہ تعریف  
کے خلاف ہے۔ لیکن شیخ الاسلام کی دونوں کلاموں  
میں مخالفت کو ختم کرنے کی وجہ پھر ظاہر ہو رہی ہے وہ  
یہ کہ یہاں انہوں نے راوی کے نفرد کی بات کی ہے اور  
پہلے انہوں نے کہا ہے کہ طرق میں سے کوئی طریق بھی  
(کذاب و متہم سے) خالی نہ ہو، پس حاصل یہ ہوا کہ  
کذب و تہمت کے بغیر شدید ضعف ہو تو ان کے ہاں  
نفرد کی صورت میں فضائل میں قابل قبول نہیں، لیکن  
جب وہ کثرت طرق سے مروی ہو تو اس صورت میں  
وہ شدید ضعف سے خفیف ضعف کے درجہ میں

**اقول** وھذا کما تری مخالف لاطلاق

ما صرح النوری عن العلما، قاطبۃ، و لتحدید  
ما صرح الطحطاوی عن شیخ الاسلام  
ففسہ لکن نظیر فی دفع التخالفت عن  
کلامی شیخ الاسلام بانہ ہفتا ذکر التفرّد  
وفیما سبق قال "لا یخلو طریق من طرقہ، فیکون  
المحاصل من شدید الضعف بغير الکذب  
والتہمة لا یقبل عنہ فی الفضائل حیث التفرّد،  
احاذ اکثر طرقہ فہم یبلغ درجۃ یسیر  
الضعف فی خصوص قبولہ فی الفضائل، بخلاف  
شدید الضعف بالکذب والتہمة فانہ  
وان اکثر طرقہ التی لا تقوہ بان لا یخلو



شیء منها عن كذاب او متهم لا يبلغ تلك الدرجة ولا يعمل به في الفضائل ، وهذا هو الذي يعطيه كلام السخاوی فیما مر حجت جعل قبول ما فيه ضعف شديد مطلقا ولو بتغيير كذب في باب الفضائل موقفا على كثرة الطرق ، لكنه يخالفه في خبلة واحدة ، وهو حكمه بالقبول بكثرة الطرق في الضعف بالكذب ايضا كما تقدم ، وهو كما ترى مخالفت لصريح ما نقل عن شيخ الاسلام وعلى كل فلو يرتفع مخالفة نقل شيخ الاسلام عن العلماء جميعا لنقل الامام النووي عنهم كافة ، فانهم لم يشروطوا للقبول في الفضائل في شديدا الضعف كثرة الطرق ولا غيها سوى ان لا يكون موضوعا ، فصريح ما يعطيه كلامهم قبول ما شدت ضعفه لفسق او فحش غلط ، مثلا وان تغرد ولم يكثر طرده ، فافهم ، وتأمل فان المقام مقام خفاء وزلل ، والله المسئول لكشف الحجاب ، وابانة الصواب اليسر المرجع واليه المآب اه ، ما اردت نقله مما علقته على الهامش .

آپا نیکی پس اب وہ صرف فضائل میں مقبول ہو جائیگی ، اس کے برخلاف جو کذب اور تهمت کی وجہ سے شدید ضعف والی ہو تو ہر شمار کثرت طرق کے باوجود وہ مقبولیت کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتی اور نہ ہی فضائل میں قابل عمل ہو سکتی ہے کیونکہ اس کے ہر طریق میں کوئی نہ کوئی کذاب اور متهم ضرور ہوتا ہے ۔ یہی بات علامہ سیاحی کے کثرتہ کلام سے حاصل ہوتی ہے جہاں انہوں نے شدید ضعف والی حدیث کے فضائل میں مقبول ہونے کو کثرت طرق پر موقوف کیا وہاں شدت ضعف مطلق مراد ہے خواہ وہ کذب کے علاوہ ہی ہو ، لیکن یہ بات ان کو ایسے جگہ آئے آگے گئی جہاں انہوں نے ضعف یا کذب پر بھی کثرت طرق کی بنا پر مقبول ہونے کا حکم کیا ہے جیسا کہ گزرا ہے حالانکہ میں معلوم ہے کہ یہ بات شیخ الاسلام سے نقل کردہ کے صراحت خلاف ہے ، بہر صورت شیخ الاسلام کا تمام علماء سے نقل کردہ موقف اور امام نووی کا نقل کردہ انہی تمام علماء کا موقف مختلف ہے یہ اختلاف مرتقن نہیں ہو سکتا ، کیونکہ علمائے فضائل میں شدید ضعف والی حدیث کو قبول کرنے کے لیے کثرت طرق وغیرہ کی شرط نہیں لگائی صرف یہ کہا ہے کہ وہ موضوع نہ ہو ، ان کے کلام کا صریح کا حاصل یہ ہے کہ مثلا فحش یا فحش غلط کی بنا پر جس حدیث کا ضعف شدید ہو خواہ اس کا راوی متقدم ہی کیوں نہ ہو اور اس حدیث کے طرق کثیر بھی نہ ہوں تب بھی یہ حدیث (فضائل میں) مقبول ہے ، غور و تأمل کرو ، کیونکہ یہ مقام سختی ہے اور غلط فہمی پیدا کر سکتا ہے ، پردوں کو کھولنے اور درستی کو ظاہر کرنے کا سوال صرف اللہ تعالیٰ سے ہے اسی کی طرف لوٹنا ہے اور وہی جائے رہا ہے ۔ فتح المغیش کے حاشیہ میں سے جہیں نقل کرنا چاہتا تھا وہ ختم ہوا ۔ (۱) دنت

اگر اعتراض کے طور پر یہ کہے کہ امام شیخ الاسلام

فان قلت هذا قيد غرائب افاده

کے بیان میں ایک زائد قید ہے جس پر علماء کے اخلاقیات کو گھول کیا جاسکتا ہے اس سے دو نقل کردہ کلاموں میں اختلاف قائم ہو سکتا ہے قلت (تو میں ہوا یا کہتا ہوں) بان اگر علماء کے ذکر کردہ پر کوئی دلیل نہ ہو تب بھی ان کے کلام کو اس قید سے خاص کرنا ممکن نہیں کوئی کہ ان کا کلام ہی نہیں ہے بلکہ وہ شدید ضعف پا کر کبھی قبول کر سنے پر عمل پیرا ہیں جس کا ہم مشاہدہ کر رہے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ (شدید ضعف حدیث کو قبول کرنے کے لیے کثرت طرق) کی قید نہ لگانا دلیل کے زیادہ موافق اور قواعد

شرح حیل کے زیادہ مناسب ہے، ہماری خواہش ہے کہ یہی قابل اعتماد ہو اور حق کا علم اللہ جل جلالہ کے پاس ہے۔ (د)

### فائدة جلیلة (فائدة جلیلة)

فی احکام انواع الضعیف والحدیث الضعیف، هذا الذي اشرت اليه من كلام السخاوي لما رتب المتقدر هو قوله مع متنه في بيان الحسن، ان يكن ضعف الحديث كذب او شذوذاً وان خالف من هو حافظ او اكثر اذ قوى الضعف بغيرها فلم يجز ولو كثر طرقه لكن بكثرته طرقه يرقى عن مرتبة الرود المتكررة الى مرتبة الضعيف الذي يجوز العمل به في الفضائل و ربما تكون تلك الطرق الواحدة بمنزلة الطريق التي فيها ضعف يسير بحيث لو فرض مجئ ذلك الحديث باسناد فيه ضعف يسير كان مرقباً بها الى مرتبة الحسن لغيره مخلصاً۔

فائدة جلیلة (ضعیف حدیث کی احکام اور اہل ہی کو پورا گھونے کے بیان میں) امام سخاوی کے جس کثرت کلام کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے وہ عین متن، حدیث حسن کے بارے میں ہے کہ حدیث کا ضعف کذب یا شذوذ یعنی وہ حدیث اختصاراً راوی یا کثیر رواۃ کی روایت کے خلاف ہو، یا یہ ضعف قوی ہو جو ان دونوں کو رد کر دے (اور شذوذ) کے علاوہ کسی اور وجہ سے پیدا ہوا ہو، یہ ضعف کثرت طرق سے بھی قائم نہیں ہو سکتا، ایسے کثرت طرق کی بنا پر یہ حدیث مردود نہ کر کے مہتر سے ترقی کر کے ایسے ضعف کے مرتبہ پر پہنچ جاتی ہے جس سے فضائل میں عمل کے لیے مقبول ہو جاتی ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ حدیث کے مقدمہ کو طرق ایک

معمولی کروڑ طریقہ چلیے ہوتے ہیں کہ اگر وہ حدیث کسی معمولی ضعف والی سند کے ساتھ مروی فرض کر لی جائے تو یہ درجہ حسن ثقیف و پر فائز ہو جاتی ہے، ملخصاً - (ت)

وراثتی علقۃ علیہ ہینا ما نصہ  
اقول حاصل ما تقریر و تحریر ہینا مع  
زیادات نفیۃ صناد ان الموضوع لا یصلح  
لشی اصلہ و لا یلتئم جرحہ ایداً و لو کثرت  
طرقہ ما کثرت، فان زیادۃ الشر لا یزید  
الشی الا شراً، و ایضا الموضوع کالمعدوم و  
المعدوم لا یقوی و لا یتقوی، ومنہ عند جمع  
صنہم شیخ الاسلام ما جاء بروایۃ الکذا بین  
وعند آخرین منهم خاتم الحفاظ ما فی من  
طریق المتہمین، و سوشما السخاوی

بشدید الضعف الا فی لہا یہ فی ان الموضوع  
لا یشیت الا بالقرائن المقررة ان تغرد بہ  
کذاب او ضاع کما نص علیہ فی ہذا الکتاب،  
وہو عندی مذہب قوی اقرب الی الصواب،  
اما الضعف بغیر الذکب و التہمة من ضعف  
شدید منخرج لہ عن خیر الا اعتبار کفحش  
غلط الراوی فیہذا العمل بہ فی الفضائل علی  
ما یعطیہ کلام عامۃ العلماء، و ہوا لا تعد  
بقضیۃ الدلیل و القواعد، لا عند شیخ  
الاسلام علی احادی الروایات عنہ و من  
تبعہ کالسخاوی الا اذا کثرت طرقہ الساقطۃ  
عن درجۃ الاعتبار فح یكون مجموعہا  
کطریق واحد صالح لہ فیعمل بہا فی الفضائل

اور مجھے یاد ہے کہ میں نے اس کے اس مقام  
پر تائید لکھا ہے جو یہ ہے اقول ہماری زائد اباحت  
کے ساتھ جو یہاں ثابت اور واضح ہو چکا ہے اس کا  
حاصل یہ ہے کہ موضوع حدیث کسی طرح کارآمد نہیں ہے  
اور کثرت طرق کے باوجود اس کا عیب ختم نہیں ہو سکتا  
کیونکہ شرکی زیادتی سے شرفزید بڑھتا ہے، نیز موضوع  
معدوم چیز کی طرح ہے اور معدوم چیز نہ قوی ہو سکتی  
ہے اور نہ قوی بنائی جاسکتی ہے، موضوع کی ایک قسم  
وہ ہے جس کو ایک جماعت نے، جس میں شیخ الاسلام  
بھی ہیں، نے بیان کیا ہے، وہ یہ کہ جس کو کذاب لوگ  
روایت کریں، اور ایک دوسری جماعت جس میں سے  
”خاتم الحفاظ“ بھی ہیں، نے بیان کیا ہے کہ ”موضوع“  
وہ ہے جس کو ستم با کذب روایت کریں۔ امام سخاوی  
نے ان دونوں بیان کردہ قسموں کو ”شدید الضعف“  
کے مساوی قرار دیا ہے، جس کو عنقریب بیان کریں گے،  
امام سخاوی کا خیال ہے کہ موضوع کی پہلی مقررہ قرآن ہی  
سے ہوتی ہے جیسا کہ روایت کرنے والا کذاب یا  
وضاع اس روایت میں متقدم ہو، جیسا کہ امام سخاوی  
نے اس کتاب میں بیان کیا ہے میرے نزدیک یہی  
موقف قوی اور اقرب الی الصواب ہے، مگر کذاب اور  
تمت کذب کے بغیر کوئی بھی شدید ضعف جس کی بنا پر  
حدیث درجہ اعتبار سے خارج ہو جاتی ہے مثلاً راوی  
کی انتہائی غش غلطی ہو، ضعیف کی یہ قسم فضائل میں

کار آمد ہو سکتی ہے جیسا کہ عام علماء کے کلام سے حاصل ہے اور یہی موقت دلیل و قواعد سے مطابقت رکھتا ہے۔ مگر شیخ الاسلام سے ایک روایت میں اور امام سخاوی کی طرف ان کے پیروکار حضرات کے ہاں یہ قسم فضائل میں معتبر نہیں ہے تا وقتیکہ اس کے کمزور طریق کثرت ہوں اور یہ طرق کثیر ہوں تو ان سب کے مجموعہ کو وہ ایک طریقہ صالحہ کے مساوی قرار دے کر فضائل میں قابل عمل قرار دیتے ہیں، تاہم اس قسم کی ضعیف حدیث کو احکام کے لیے حجت قرار نہیں دیا جاسکتا اور نہ ہی یہ درجہ حسن لغو ہو پا سکتی ہے۔ ہاں اگر ان متعدد طرق کے ساتھ ساتھ کئی صحیح کثرت سے صحیح طریق سے اس کی کمزوری اہل ہو جائے تو اور بات ہے، کیونکہ کمزور متعدد طرق اور ایک صالح طریق کی بنا پر وہ حدیث دو ایسی ضعیف

ولکن لا یتحج بہا فی الاحکام ولا تبلغ بذلک درجۃ الحسن لغیرہ الا اذا انجبرت مع ذلك بطریق اخرى صالحۃ للاعتبار فان مجموع ذلك یكون كحدیثین ضعیفین صالحین۔ ہا ضعیفین فتح ترتقی الی الحسن لغیر فتفسیر حجة فی الاحکام، اما مطلقا علی ما هو ظاهر کلام المصنف اعنی العراقی او بشرط تعدد الجارات الصالحات الباقیة مع هذه الطرق الفاصلة المتكثرة القائمة مقام صالح واحد حد اکثر فی الصوالح علی ما فهمد السخاوی من کلام الثووی وغیرہ الواقع فیہ لفظ اکثرۃ مع نزاعنا فیہ مؤید بکلام شیخ الاسلام فی المنزهة والنخبۃ الکبریٰ

ان کے الفاظ میں، جب راوی سوہ حفظ کا متابع معتبر راوی بن جائے جو اس سے اوپر جو باس کی مثل اس سے کم نہ ہو اور اسی طرح دو مختلف جو اقیانوس نہیں کرتا، مستور استاد اصل اور اسی طرح مدرس بیکہ محدث مرکب پیدائش ہو تو ان کی حدیث حسن ہو جائے گی ہاں لزام نہیں بلکہ باعتبار الجموع ہوگی کیونکہ ہر ایک ان میں سے (یعنی سوہ حفظ اور مختلف جن کا ذکر ہوا الہ) برابر احتمال رکھتا ہے کہ اس کی حدیث صحیح ہو یا غیر صحیح، پس جب معتبر راویوں میں کسی ایک کے موافق روایت آجائے تو مدکورہ دونوں احتمالوں میں سے ایک کو ترجیح حاصل ہو جائے گی اور (باقی اگلے صفحہ پر)

عہ حیث قال متى تولد لیس فی الحفظ بمعتمد كان یكون فوقه او مثله لا دونه وكذا المختلط الذي لا یتمیزو المستور والاشاد المصلح كذا المدلل لہ یعرف المحدثون منه صراحۃً حملاً لالذاتہ بل وصف بذلک باعتبار الجميع لانه كل واحد منهم را من ذكر من السی الحفظ والمختلط (۲) با احتمال کون مرایۃ صواباً او غیر صواب علی حد سواء فاذا اجاءت من المعتبرین مرایۃ موافقتاً لاحدھم مرجح احد المجانبین من الاحتمالین المدکورین ودل ذلك علی ان الحديث محفوظ

عیدوں کی طرح ہیں باقی جڑ آپس میں مل کر تقربت کا باعث بن باقی ہیں اور وہ ضعیف حدیث حسن لغیرہ کے مرتبہ کو پہنچ کر احکام میں جنت بن جاتی ہے، اب یہ اختلاف اپنی جگہ پر ہے کہ صرف اسی قدر سے مقبول ہے جیسا کہ مصنف یعنی علامہ عراقی کے کلام سے یہاں ہے یا بیشک یہ بے متعدد صالح طرق جن کی بنا پر کزوری زائل ہو سکے ان متعدد صالح و برہ اور کزور طرق، جو ایک صالح طریق کے مساوی ہیں، لیکن کثرت طرق کا برہنہ جلتے ہیں جیسا کہ امام بخاری نے امام نووی وغیرہ کے کلام سے سمجھا جن میں لفظ کثرت استعمال ہوا ہے، باوجودیکہ ہمارا اس میں اختلاف ہے جو کہ شیخ الاسلام کے اس کلام سے مؤید ہے

بوحدة الجار مع جواز انتكون الكثرة في كلام النووي بمعنى مطلق التعدد، وهو لا يوافق بما رأينا من ضيعهم في غير مقام والضعيف بالضعف ليس ايعاى مالم يزل من محل الاعتناء بعمل به في الفضائل وحده، وان لم يجبر فان انجبر ولو بواحد صا، حسنا لغيره، واحتج به في الاحكام على تفصيل وصفنا لك في الجابر، فبذه هي انواع الضعيف، اما الذي لا نقص فيه عن درجة الصحيح الا القصور في ضبط الراوى غير بالغ الى درجة الغفلة فهو الحسن لذاته المحتج به وحده حتى في

(بقية ما في صفحہ گزشتہ)

یہ بات دلائل کی ہے کہ یہ حدیث ممنوعہ ہے اور بدرت وقت درجہ قبول یافتہ ہو گئی ہے اور اللہ اعلم، ذرا غور کرو جن میں محض ایک معتمد کے ساتھ اور شر میں کئی افراد کے ساتھ مرافقت تروا پر اکتفا کیے گیا اور اسے قبول کیا دہر دیا ہے اور یہاں قبول سے مراد احکام میں قبولیت مراد ہے کیونکہ انہوں نے حدیث ضعیف کو صالح لا اعتبار و الرد کہا ہے کیونکہ حدیث ضعیف فضائل میں قابل اجتماع مقبول ہے، خواہ اس کے ساتھ کوئی دوسری روایت نہ ہو اور میرے لیے یہ ظاہر ہوا کہ وہ ان دونوں طرق اور شیخ الاسلام کے ساتھ ہے، اس بنا پر جو نہ ہتہ میں ان دونوں کی دلیل بیان کی گئی ہے یہ فتح المکیث پر میری تعلیق سے منقول ہے ۱۲ منہ فی انہ تعالیٰ عنہ (ت)

فارتقى من درجة التوقع الى درجة القبول والله اعلم اه وانظر كيف اجتزى في المتن بتوحيد معتبر وفي الشرح بافراد رواية وحكم بالامتناع الى درجة القبول وما السر اذ به ههنا الا القبول في الاحكام فانه جعل الضعيف صالحا لا اعتبار بالورد مع انه مقبول في الفضائل بالاجماع ويظهر ان اوجه معهما اعنى العساق و شيخ الاسلام لما بين في السهضة من الدليل لهما متقولا لما علقته على فتح المغيث ۱۲ منہ فی انہ تعالیٰ عنہ (م)

الاحكام ، و هذا اذا كان معه مثله ولو واحد  
صار صحيحا بخلافه او دونه مبايلا فلا  
يكثرة انتهى ما كجبت بتلخيص -

سکتے ہیں، کہ انام نووی کے کلام میں لفظ کثرت مطلق  
جیسا کہ ہم نے متعدد دیگر استعمال پایا ہے اور ضعیف کی ایسی قسم جس میں معمولی ضعف ہو یعنی جس سے حد اعتبار ساقط  
نہ ہو نقصان میں تنہا مقبر سے خواہ کوئی مزید بھی نہ ہو، اور اگر کوئی ایک ایسا مزید پایا جائے جو اس کے ضعف کو زائل کر دے  
تو یہ "حسن لغیرہ" بن جاتی ہے اور اس کو احکام میں محبت قرار دیا جائے گا جس کی تفصیل ہم نے کمزوری کو زائل کرنے والے  
امور میں بیان کر دی ہے۔ یہ تمام ضعیف کی انواع ہیں۔ اگر صحیح حدیث کے شرائط میں ماسوائے ضبط راوی کی کمزوری کے  
اور کوئی کمزوری نہ ہو تو یہ حدیث "حسن لذاتہ" ہوگی بشرطیکہ ضبط راوی کی یہ کمزوری غفلت کے درجہ تک نہ پہنچتی ہو، تو یہ  
"حسن لذاتہ" واحد حدیث بھی احکام کے لیے محبت ہو سکتی ہے اگر حسن لذاتہ کے ساتھ اس کی ہم مثل ایک بھی مل جائے  
تو یہ حدیث "صحیح لغیرہ" بن جاتی ہے اور اگر اس سے کم درجہ کی کوئی مزید اس سے مل جائے تو "صحیح لغیرہ" نہ بنے گی  
تو اقلیت اس سے کم درجہ کی متعدد روایات جمع نہ ہو جائیں میری بھی ہوئی تعلق ختم ہوئی، مختصراً - (د)

یہ چند جملے لوح و ل پر نسخ کر لینے اسکے بعد کہ بعد از تصانیف اسی تحریر نویس کے ساتھ شاید اور جگہ نہ ملیں، و  
باللہ التوفیق ولہ الحمد الحمد للہ العاد القوی علوہ ما علوہ وصلی اللہ تعالیٰ علی ناصر الضعیف و  
اللہ وسلوہ قبول الضعیف فی فضائل الاعمال کا مسئلہ علیحدہ ابتداء مسودہ فقیر میں صرف دو افادہ مختصر میں من صفو کے  
مقدار تصاب کرنا ہر ربیع الاول ۱۳۱۳ھ میں رسالہ بعونہ تصانیف میں چھپنا شروع ہو گیا اثنائے تبدیلیں میں  
بارگاہ مبغیض علوم و نعم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بکھرا اثناء تصانیف نفاس جلیلہ کا اضافہ ہوا افادہ شانزدہم سے یہاں  
تک آٹھ افادہ تا مضافہ اسی مسئلہ کی تحقیق میں القاب جوئے قلم روکتے روکتے اتنے اوراق اٹھا ہوئے، امید کہ باقی  
ہے کہ اس مسئلہ کی ایسی تسبیح و تہلیل و تفصیل جریں اس تحریر کے سوا کہیں نہ ملے، مناسب ہے کہ یہ افادہ اس مسئلہ  
خاص میں جدار سالہ قرار دیے جائیں اور بلحاظ تاریخ التہاد الکاف فی حکم الضعاف (ضعیف  
حدیثوں کے حکم میں کافی ہدایت۔ تب) لقب پائیں و باللہ التوفیق ولہ المنة علی ما شارق من نعم تحقیق  
ما کنا لعشر معشر عشرہا نلیق و الصلاۃ والسلام علی العجیب الکریم و اللہ وحجہ ہدایہ

عہ منقوص عملی بالام سے بھی صحت یا فقیع کلام میں شایع و قابل ہے یوم التلاق یوم التناد اکبیر المتعالی الی غیر ذلک  
امام ابن حجر عسقلانی کی کتاب ہے الکاف الشاف فی تخریج احادیث الکشاف ۱۲ ص ۲۵،